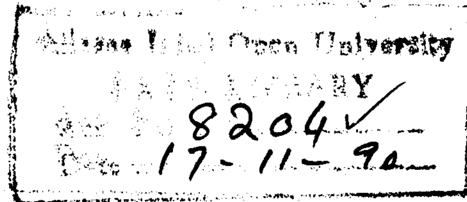
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حربی حکمت عملی سے دفاعِ پاکستان کے لیے استفادہ



فضلِ ربّی

مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

شعبہ علوم اسلامیہ۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

اسلام آباد

ستمبر ۱۹۸۹ء

ہدیۂ تشکر

راقم الحروف کا تعلق عساکر پاکستان کے شعبہ دینی تعلیمات سے ہے - لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے تمام پہلوؤں کو عموماً اور عسکری زندگی کے مطالعے کو خصوصاً ضروری سمجھتا ہوں - اور عساکر پاکستان کو آپؐ کی سیرت کے اس پہلو سے مطلع کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں - آپؐ کے دفاعی منصوبوں اور تیاریوں کے مطالعہ کے بعد بحیثیت پاکستانی اللہ تعالی کی توفیق سے یہ فکر لاحق ہوئی کہ کیوں نہ ان زریں اصولوں سے وطن عزیز کے دفاع کے لیے استفادہ کیا جائے -

اللہ تبارک وتعالی کا نہایت شکرگزار ہوں کہ یہ تمنا بھی پوری ہوئی اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی مطالعاتی مجلس مشاورت (BOARD OF STUDIES) نے اس موضوع پر ایم فل (اسلامیات) کے ضمن میں مقالہ لکھنا منظور کرکے میری حوصلہ افزائی فرمائی - اس سلسلے میں نگران مقالہ جناب ڈاکٹر فدا محمد خان صاحب جج وفاقی شرعی عدالت اسلام آباد ، ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی صاحب صدر شعبہ اسلامیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ، ڈاکٹر محمود غازی صاحب ڈائریکٹر جنرل

دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد ، ڈاکٹر سعید اللہ قاضی صاحب ڈائریکٹر شیخ زید بن سلطان اسلامک سنٹر پشاور یونیورسٹی اور ڈاکٹر محمد دین صاحب پشاور یونیورسٹی کا نہایت ممنون ہوں جن کی بروقت راہنمائی ، مفید مشوروں اور حوصلہ افزائی نے مجھے اس قابل بنایا ۔

اپنے رفقاء میں سے اپنے چھوٹے بھائی فضل منیر اور مولانا فضل ربی استاد دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد کے تعاون کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے اس کاوش میں میرا ہاتھ بٹایا ۔ عملہ لائبریری میں سے آرمی سنٹرل لائبریری راولپنڈی کے تمام عملے ، جناب مشتاق احمد صاحب لائبریرین شعبہ دینی تعلیمات جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی اور جناب اسجاد بخاری صاحب لائبریرین شعبہ اسلامیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے تعاون کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں ۔

اللہ تبارک و تعالی تمام مذکورہ حضرات و دیگر احباب جنھوں نے میری اعانت کی ۔ کو دین اور دنیا کی بھلائی عطا فرمائے (آمین)

فہرست عنوانات

پیش لفظ

موضوع کی مختصر تاریخ

نبی کریم علیہ السلام کی ذات با برکات قیامت تک تمام عالم کے لیے ھدایت کا ذریعہ ھے - آپؐ کے لائے ھوئے پیغام (قرآن مجید) کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تبارک وتعالی نے اٹھایا ھے - ارشاد ربانی ھے -

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون (1)

بے شک ھم نے اس (قرآن) کو نازل کیا ھے اور ھم اس کی حفاظت کریں گے -

چونکہ قرآن مجید کی طرح آپؐ کی رسالت بھی عالمی اور ابدی ھے - اس لیے اللہ تبارک وتعالی نے آپؐ کے اقوال وافعال کو وہ جلا بخشی * جو کسی اور شخصیت کے اقوال وافعال کو بالکل حاصل نہ ھوسکی - امت محمدیہ میں سے ھر دور کے اندر کئی افراد نے اپنی زندگیاں اور اپنی تمام تر توانائیاں آپؐ کے اقوال وافعال کو جمع کرنے ، سمجھنے ، بیان کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں صرف کیں -

---

(1) القرآن 15 : 9

(*) ورفعنا لک ذکرک (94 : 7)

چونکہ آپؐ کے اقوال وافعال اور احوال میں جہاد کو بہت اہمیت حاصل رہی لہذا جہاد سے متعلق سیرت کو نہایت اہتمام کے ساتھ مرتب کیا گیا ۔ آج چودہ سو آٹھ (1408) سال بعد ہم یہ دعوی کرسکتے ہیں ۔ کہ آپؐ کی حیات طیبہ کا کوئی پہلو ایسا نہیں رہا جو قلمبند ہونے سے رہ گیا ہو ۔

موضوع پر اسلاف کی خدمات

محدثین اور اصحاب تاریخ و سیر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے اکثر واقعات کو بیان کیا ہے ۔ کتب المغازی اور الجہاد والسیر میں تمام اقوال وافعال تو موجود ہیں لیکن ان کی حیثیت واقعات کی سی ہے ۔ متقدمین میں سے ، ابن اسحاق ، ابن ہشام ابن جریر طبری ، واقدی ، ابن کثیر ، ابن اثیر اور دیگر کئی حضرات نے آپؐ کے غزوات اور حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے ۔ اسی طرح متاخرین علماء اور فوجی قائدین نے حربی نقطہ نظر سے آپؐ کی عسکری صلاحیتوں پر روشنی ڈالی ہے ۔ جن میں مولانا شبلی نعمانی سید سلیمان ندوی ، مولانا مودودی ، مصنفین ندوۃ العلماء محمد حمید اللہ ، محمد احمد باشمیل ، محمود شیث ، ڈاکٹر رؤفہ اقبال ، بریگیڈیر گلزار احمد ، لفٹیننٹ کرنل مختار احمد گیلانی

میجر امیر افضل خان ، عبد الباری اور سید واجد رضوی شامل ہیں۔
اس موضوع پر ان حضرات کی تصانیف معیاری اور تحقیقی ہیں ۔

منہاج تحقیق

یہ مقالہ سولہ ابواب پر مشتمل ہے ۔ حصہ اول بعنوان
زمانہ امن کی تزویرات (STRATEGY) آٹھ ابواب پر مشتمل ہے ۔ ان
ابتدائی آٹھ ابواب میں ان اصولوں کا ذکر ہے جو میدان جنگ میں
جانے سے قبل ملکی دفاع کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں ۔ ان کی تکمیل
میں ملک کا ہر باشندہ شریک عمل ہو سکتا ہے بلکہ مستحکم دفاع کے لیے
بلا امتیاز تمام افراد کی زمانہ امن کے تزویرات میں شرکت ضروری ہے ۔

آخری آٹھ ابواب کا تعلق ان تدبیرات (TACTICS) سے ہے
جو عین میدان جنگ میں اپنائے جاتے ہیں ۔ اور جنہیں مقامی سپہ سالار
اور سپہ سالار اعظم میدان جنگ میں حالات کے پیش نظر اختیار کرتا ہے ۔
ان تدبیرات کا تعین عوام کا کام نہیں بلکہ مخصوص افراد پر یہ ذمہ داری
عائد ہوتی ہے ۔

اہم مراجع کا تعارف

مراجع و مصادر کے سلسلے میں قرآن و احادیث کو اولیت دی

گئی ہے - کتب احادیث میں سے صحاح ستہ نیز صحیحین سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے - اردو میں عسکری ماہرین اور دفاعی امور پر لکھنے والے مصنفین کی تصانیف جن کی بنیاد مستند ماخذ ہیں سے بھی مدد لی گئی ہے -

بابِ اوّل

تمہید

16 ـ 1

تمہید

عن جابر بن سمرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لن یبرح ھذا الدین قائماً یقاتل علیہ عصابة من المسلمین حتی تقوم الساعة (1)

حضرت جابر بن سمرة نے نبی کریم علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ یہ دین * برابر قائم رہے گا اور اس کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت (کافروں) سے قیامت تک لڑتی رہے گی۔

اس رزم گاہ حیات میں ہر ذرہ اپنی بقا کے لیے جد وجہد میں مصروف ہے۔ اللہ تبارک وتعالی نے مخلوقات کو ان کے دفاع کے لیے ایک خاص جبلت سے نوازا ہے۔ کسی کو زمین کی شکل جیسی جلد دی ہے۔ کسی کو پنجے اور دانت عطا کیے اور کسی کو اپنے بچاو کے لیے تیز رفتاری عنایت کی ہے۔ کوئی اپنے بل میں گھس جاتا ہے (2) اور کوئی داو پیچ اور طاقت کے بل پر اپنا دفاع کرتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالی نے عقل وخرد کی دولت سے نوازا ہے جسے کام میں

---

* دین سے مراد وہ نظام ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں سے محیط ہو

(1) صحیح مسلم کتاب الامارة باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرہم من خالفہم۔ قدیمی کتب خانہ کراچی طبعہ ثانی 1956 ص143

(2) قالت نملة یایھا النمل ادخلوا مسٰکنکم لا یحطمنکم سلیمن وجنودہ (القرآن 27 : 18) ایک چیونٹی نے کہا۔ اے چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاو کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام اور اس کے لشکر تمہیں کچل ڈال دیں۔

لاتے ہوئے وہ تمام مخلوقات کو مسخر کرتا ہے۔

وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعاً منہ (1)

زمین اور آسمانوں کی ساری چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا سب کچھ اپنے پاس سے (اللہ تعالی تنہا ان کا خالق ہے اور اسی نے اپنی طرف سے انسانوں کو عطا کی ہے) (2)

اسلام ایک عملی مذہب ہے۔ اس کی بنیادی منابع (قرآن و سنت) میں مسلمانوں کو اپنی دفاع کا حکم دیا گیا ہے۔ اسے ہمہ وقت اپنے جسمانی، نظریاتی اور ملکی دفاع کے لیے کوشاں رہنے کا حکم ہے۔ اور اس سے غفلت کو عظیم نقصان بتایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فیمیلون علیکم میلة واحدة (3)

کفار اس تاک میں رہتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا غفلت برتو۔ تو وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔

---

(1) القرآن 45 : 13

(2) تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودی سروسز بک کلب راولپنڈی 1988 جلد 4

(3) القرآن 4 : 102

حرب اور اسلام

حرب بمعنی قتال ، دو یا دو سے زائد فریقوں میں حالت جنگ - عهد جاهلیت میں کسی منظم حکومت کی عدم موجودگی کی وجہ سے قبائل اکثر ایک دوسرے سے برسرپیکار رهتے تھے - ان جنگوں کا مقصد عام طور پر انتقام لینا هوتا تها - جیسے حرب بعاث حرب بن امیه اورحرب فجار (1) .نبی کریم علیه السلام کی بعثت کا مقصد پوری انسانیت کو بندوں کی غلامی سے نکال کر ایک الله کی بندگی میں شامل کرنا تها - اس مقصد کے لیے آپؐ نے دن رات دین کی دعوت دی - الله تعالی سے امت کی هدایت کے لیے دعائیں مانگیں تیره ساله مکی زندگی میں صبر وتحمل کے پیکر بنے رهے - حتیٰ که الله تعالی کے حکم سے مدینه منوره کو هجرت فرمائی - مدینه منوره میں اسلامی ریاست کی تشکیل کے بعد بهی آپؐ نے اسی مقصد کو پیش نظر رکھا - البته حصول مقصد کے لیے وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ اس حکم الهی کے موجب که "کتب علیکم القتال" (2)(تم پر قتال فرض کیا گیا)- تلوار کو بهی شامل فرمایا - جو که آخری اور انتهائی

---

(1) اسلامی انسائیکلوپیڈیا از سید قاسم محمود - شاهکار بک فاونڈیشن کراچی

(2) القرآن 2 : 216

صورت ہے - شرعی لحاظ سے آپؐ نے جنگ کو صرف اس وقت جائز قرار دیا، جب وہ اقامت دین کے لیے لڑی جائے - حدیث پاک میں ہے -

عن ابی موسی قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل یقاتل للغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیریٰ مکانہ فمن فی سبیل اللہ ؟ قال "من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ" (1)

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ ایک بدوی نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوا - اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک آدمی مال غنیمت کے لیے جہاد کرتا ہے - کوئی شخص ناموری کے لیے جہاد کرتا ہے - اور کوئی شخص اپنی بہادری جتلانے کے لیے لڑتا ہے - ان میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کون کرتا ہے ؟ رسول اللہ نے فرمایا - جو شخص اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرتا ہے - وہ اللہ کی راہ میں ہے -

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپؐ نے حربی شعبے کی ایسی تطہیر فرمائی جو بجائے شر کے عبادت بن گئی - اور جنگ کے لیے آپؐ نے ایسے اصول وضع کیے - جن کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی -

---

(1) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ العلیا قدیمی کتب خانہ کراچی طبعہ ثانیہ 1961 جلد اول ص 394

دفاع قرآن حکیم کی روشنی میں

اللہ تبارک و تعالی نے قرآن حکیم میں جا بجا نبی کریم علیہ السلام اور امت محمدیہ کو مضبوط دفاع کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ جب تک کسی مملکت کی اپنی دفاعی پوزیشن مستحکم نہ ہو۔ تو پہل کی کاروائی (Offensive Role) توکجا اس ملک کی سالمیت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اس لیے اسلام میں مدافعانہ اور جارحانہ دو قسم کے جہاد نہیں بلکہ صرف ایک قسم کا جہاد ہے۔ جس میں مدافعت اور جارحیت دونوں شامل ہیں۔ جسے آج کل کی اصطلاح میں Offensive Defence کہتے ہیں۔ دفاع سے متعلق اگر قرآنی آیتوں کا بنظرعمیق مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتاہے کہ صرف دفاع فرض نہیں ہوا ۔ اس لیے کہ صرف دفاع کی مثال فطری حوائج کھانے پینے اور حاجت ضروریہ کی سی ہے ۔ اور اس بنیادی ضرورت کی تکمیل کے لیے اللہ تعالی نے ہر جاندار چیز کو فطری جبلت سے نوازا ہے جس کا ذکر اسی باب کے اوائل میں ہوچکا ہے ۔ دراصل قرآنی آیت کتب علیکم القتال و ہوکرہ لکم (1)(قتال فرض کیا گیا ۔ حالانکہ یہ تم کو پسند نہیں ہے)۔ کے تحت قتال فرض کیا گیا ہے اس آیت کی رو سے جہاد فرض نہیں ہوا ۔ بلکہ قتال فرض ہوا تاکہ کوئی شخص اس کی تاویل صرف جہد

(1) القرآن 2 : 216

سے نہ کرے بلکہ اسی آیت کو قتال پر منطبق کیا جائے۔ نبی کریم علیہ السلام نے موقع کی مناسبت سے مدافعانہ اور جارحانہ دونوں قسم کی جنگیں لڑیں۔ اس بات کے ساتھ اتفاق نہیں کیا جا سکتا کہ غزوہ خندق تک آپؐ نے دفاعی جنگیں (Defensive Battles) لڑیں۔ اور غزوہ خیبر سے آپؐ نے جارحانہ طرز (Offensive Role) اپنایا۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو سب سے پہلی باقاعدہ جنگ غزوہ بدر میں آپؐ نے پہل کا اقدام کیا۔ بلکہ ہجرت کے بعد غزوہ بدر تک آٹھ مہمات مختلف علاقوں میں بھیجنا آپؐ کے جارحانہ اقدام کی غمازی کرتے ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام کا طرز عمل بوقت مقابلہ مدافعانہ نہ تھا۔ اگر نعوذ باللہ ایسا ہوتا تو پھر آپؐ انتظار فرماتے کہ کفار مکہ مدینہ منورہ کے اندر آکر مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر ان کی گردنوں پر تلوار رکھتے۔ تب آپؐ اپنی دفاع کی اجازت مرحمت فرماتے۔ یہ ایک غیر فطری عمل ہوتا۔ اور خاص کر دین اسلام جیسے انقلابی دین میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ دفاع اور حملہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ دفاع پہلا زینہ ہے۔ اسے سر کر کے دوسرے زینے جارحانہ اقدام (Offensive Role) تک پہنچنا نفع بخش اور نقصان سے خالی ہے۔

اسی لیے زیر نظر مقالے میں وطن عزیز کے دفاع پر بحث کی جاتی ہے

تاکہ اپنی مکمل حفاظت اور دفاع کا انتظام کرکے مسلح افواج اور عوام کسی وقت بھی جارحانہ اقدام کے قابل رہیں۔ ماضی میں ہندوستان کے ساتھ لڑی گئی چھوٹی بڑی چھ جنگوں میں جہاں ہم نے جارحانہ اقدام کیا وہاں پر کامیابی بھی حاصل کی اور جہاں صرف دفاعی طرز عمل کو اختیار کیا۔ وہاں نقصان کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اسی لیے کہ حملہ آور سے زیادہ دیر تک اپنا بچاو مشکل ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل آیات قرآنی میں جنگی تیاری کا حکم ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تیاری سے دفاعی حیثیت کو استحکام ملے گا۔ اس سے دشمن کے اوپر خود بخود رعب طاری ہوگا۔ اور بہ امر مجبوری اپنے دفاع میں رہے گا۔ جس سے ہمیں خود بخود اقدام کا موقع میسر آئے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

- واعدوا لهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيل ترهبون به عدوالله و عدوكم (1)

اور جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ سامان جنگ اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعہ سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو خوفزدہ کرو۔
اس آیت میں تشویق و ترغیب کے ساتھ یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ تمہارے پاس سامان جنگ اور ایک مستقل فوج (Standing Army)

---

(1) القرآن 8 : 60

ہر وقت تیار رہنی چاہیے - تاکہ بوقت ضرورت فوراً جنگی کاروائی کر سکو نیز دشمن کو یہ ہمت نہ ہو کہ وہ تم پر حملے کی جراءت کر سکے - قوت و طاقت کی تفسیر حالات اور ادوار کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے - ایٹمی دور میں تیر و کمان کا حصول آیت کے مطابق سمجھنا قرآنی حکمت کے خلاف ہے -

- یا یہا الذین امنوا خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا (1)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو - اپنا دفاع کیے رکھو پھر الگ الگ دستوں کی شکل میں یا اکھٹے ہو کر جہاد کے لیے نکلو -

حذر کا مفہوم بہت وسیع اور جامع ہے - ہر وہ چیز جو دشمن سے بچاو میں مدد و معاون ہو اس مفہوم میں داخل ہے - ہتھیار ، تدابیر تعلیم و تربیت اور سکھلائی سب کچھ حذر میں شامل ہیں

- وانزلنا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس و لیعلم اللہ من ینصرہ و رسولہ بالغیب (2)

اور ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت قوت ہے اور اس میں لوگوں کے لیے بہت سے فائدے ہیں - اور لوہے کو اللہ نے اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ جان لے بن دیکھے اس کے اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے -

---

(1) القرآن 4 : 71

(2) القرآن 57 : 25

انبیاء علیہم السلام کے مشن کو بیان کرنے کے ساتھ ہی لوہے کا ذکر اور اس میں منافع کا ذکر خود بخود اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ یہاں لوہے سے مراد سیاسی اور جنگی قوت ہے (1)

- والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم (2)

اور وہ لوگ جو ان کے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی ہیں کفار پر نہایت سخت اور آپس میں رحمدل ہیں۔

کفار پر نبی کریم اور ان کے ساتھیوں کی سختی سے مراد درشتی اور تند خوئی نہیں۔ بلکہ یہاں مراد ایمان کی پختگی ، اصول کی مضبوطی اور ایمانی فراست کی وجہ سے کفار کے مقابلے میں چٹان کی طرح نا قابل تسخیر اور بے خوفی ہے (3) یعنی دین اور اسلامی اصول کے دفاع کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے والے ہیں۔

- و لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الا رض و لکن اللہ ذو فضل علی العٰلمین (4)

اور اگر اللہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعہ دفع نہ کرتا تو زمین کا نظام تباہ ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالی لوگوں پر مہربان ہے۔

---

(1) تفہیم القرآن مولانا مودودی سروسز بک کلب راولپنڈی 1988 جلد 5 ص322

(2) القرآن 48 : 29

(3) تفہیم القرآن جلد 5 ص62

(4) القرآن 2 : 251

اسلام نے بغیر شدید ضرورت کے خون بہانا اور قتل و خونریزی ممنوع قرار دیا ہے ۔ مگر ایسی حالت میں جبکہ چند بے رحم اور سنگ دل انسانوں کے ہاتھوں امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو ۔ خدا کی زمین میں معصیت اور فساد کا دور دورہ ہو۔ اور مخلوق خدا کی کوئی قیمتی متاع محفوظ نہ ہو ۔ عورتوں کی عصمتیں محفوظ نہ ہوں ۔ بوڑھوں کی تکریم نہ ہو۔ ظالم کا پکڑنا مشکل ہو ۔ مظلوم کی داد رسی والا کوئی نہ ہو ۔ ایسے میں اسلام اپنے پیروکاروں کو اپنے دفاع اور شر انگیزوں سے مخلوق خدا کو نجات دلانے کے لیے قتال کی اجازت دیتا ہے ۔

* ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فیمیلون علیکم میلة واحدة (1)

کفار اس تاک میں رہتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور سامان کی طرف سے غافل ہو جاؤ ۔ تو وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں ۔

اس آیت میں ہتھیار اور سامان سے غفلت تین طرح کی ہے ۔

۱۔ میدان جنگ میں حملے یا دفاع کے دوران آلات حرب و ضرب کے استعمال اور حفاظت سے کوتاہی ۔

---

(1) القرآن 4 : 102

ب۔ میدان جنگ کے علاوہ زمانہ امن میں سٹوروں میں موجود ساز و سامان کی دیکھ بھال (Maintenance) سے لا پرواہی

ج۔ دفاعی پیداوار (Defence Production) میں سستی سے کام لینا اور غیر اقوام کے سہارے پر رہنا (سائنس کی تعلیم مراد ہے)

- وقٰتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ (1)

اور تم ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ اور دین اللہ ہی کا ہو جائے۔

دنیا سے فتنے کا سد باب اور دین اسلام عام کرنے کے لیے نکلنا ضروری ہے صرف دفاع سے اپنی مدافعت تو کسی وقت اور کسی حد تک ممکن ہے لیکن دنیا میں موجود باطل نظام ہائے حیات کو ملیا میٹ کرنے کے لیے خروج (*) ضروری ہے۔ دین اسلام کے اندر خروج نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

- کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ (2)

تم بہترین امت ہو لوگوں کے لیے نکالے گیے ہو۔ تم نیکی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

---

(1) القرآن 2 : 193

(2) القرآن 3 : 110

(*) خروج سے مراد نکلنا ہے جسے فوجی اصطلاح میں MOVE کہتے ہیں

دفاع حدیث کی روشنی میں

ہجرت کے بعد مسلمانوں کی باقاعدہ اسلامی مملکت قائم ہوئی ۔ بحیثیت فرستادہ خدا آپؐ اسی مملکت کے سربراہ اور عساکر کے سپہ سالار تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں سپہ سالاروں والی شان اور دبدبہ بدرجہ اتم موجود تھا ۔ اس ضمن میں آپؐ کا ارشاد ہے ۔

نصرت بالرعب میسرۃ شھر وقول اللہ عز وجل سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ قالہ جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (1)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک کہ ایک ماہ کی مسافت تک کے رعب ودبدبہ سے مدد دی گئی ۔ اور اللہ تعالی کا یہ اعلان کہ کافروں کے دلوں میں ہم عنقریب رعب ودبدبہ ڈال دیں گے ۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے ۔ اس کو حضرت جابرؓ نے رسالت مآب سے بیان کیا ہے ۔

ایک تجربہ کار کماندار ہونے کے ناطے آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو جنگ میں جارحانہ اور مدافعانہ دونوں اقدام کے لیے تیار کرنا تھا ۔ یہاں تک کہ عارضی پسپائی کی حالت میں کیے جانے والے اقدامات بھی سکھانے تھے (2)

---

(1) بخاری کتاب الجهاد باب قول النبی جلد اول ص418

(2) جامع ترمذی ابواب الجهاد

ان امور کی عملی تربیت کے ساتھ ساتھ آپؐ نے جہاد و دفاع کے فضائل امت کے سامنے بیان فرمائے ۔ موضوع کی مناسبت سے دفاعی امور سے متعلق چند احادیث حسب ذیل ہیں ۔

- عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عینان لا تمسھا النار عین بکت من خشیۃ اللہ وعین باتت تحرس فی سبیل اللہ (1)

دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی ۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو ۔ دوسری وہ آنکھ جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں پہرا دیتے ہوئے رات گزاری ہو ۔

- عن سھل بن سعد ن الساعدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا و ما علیھا (2)

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن کا رباط (پہرا) یعنی اسلامی سرحدوں کی حفاظت کا کام ساری دنیا وما فیھا سے بہتر ہے ۔

- عن ابو عبس اسمہ عبد الرحمن بن جبیرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اغبرت قد ما عبد فی سبیل اللہ فتمسہ النار (3)

---

(1) جامع ترمذی ابواب الجھاد باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1984 جلد اول ص 293

(2) صحیح بخاری کتاب الجھاد باب فضل رباط فی سبیل اللہ جلد اول ص405

(3) صحیح بخاری کتاب الجھاد باب من اغبرت قد ماہ فی سبیل اللہ جلد اول ص405

حضرت ابو عبس عبد اللہ ابن جبیرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جس شخص کے دونوں پاوں راہ خدا میں غبار آلود ہوجائیں۔ اسے آگ مس نہیں کرے گی ۔

- عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حسین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ لید خل بالسھم الواحد ثلاثۃ الجنۃ صانعہ یحتسب فی صنعتہ الخیر والرامی بہ والممد بہ (1)

ابی حماد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حسنؓ سے روایت ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ تعالی ایک تیر کے ساتھ تین آدمیوں کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ تیر بنانے والے کو ، جو اس کے بنانے میں ثواب کا طالب ہے ۔ اور تیر چلانے والے کو اور تیر پکڑنے والے کو ۔

- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فقال یا رسول اللہ! ارأیت ان جاء رجل یرید اخذ مالی قال فلا تعطہ مالک قال ارأیت ان قاتلنی قال قاتلہ قال ارأیت ان قتلنی قال فانت شھید قال ارأیت ان قتلتہ قال ھو فی النار (2)

حضرت ابو ھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(1) جامع السنن ترمذی ابواب الجهاد باب ما جاء فی فضل الرمیٰ فی سبیل اللہ ج ۱ ص ۲۹۴

(2) صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من قصد اخذ مال غیرہ بغیر حق قدیمی کتب خانہ کراچی 1956 جلد اول ص 81

کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ فرمائیں اگر کوئی شخص میرا مال مجھ سے چھیننا چاہے (تو کیا حکم ہے) فرمایا اس کو مال نہ دینا ۔ اس نے عرض کیا ۔ بتائیں اگر وہ مجھ سے لڑے ۔ آپؐ نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ ۔ اس نے پھر عرض کیا آپؐ بتائیں اگر وہ مجھے قتل کردے فرمایا تو شہید ہے ۔ پھر اس شخص نے دریافت کیا اگر میں اسے قتل کردوں فرمایا وہ دوزخی ہے ۔

* عن سعید بن زید (بن عمرو بن نفیل) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قتل دون مالہ فھو شہید (1)

سعید بن زیدؓ کا بیان ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ جو شخص اپنا مال بچاتے ہوئے قتل ہوجائے وہ شہید ہے ۔

* عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا تبایعتم بالعینۃ واخذ تم اذ ناب البقر ورضیتم بالزرع وترکتم الجھاد سلط اللہ علیکم ذلاً لا ینزعہ عنکم حتی ترجعوا الی دینکم (2)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپؐ نے فرمایا جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے اور بیلوں کی دم پکڑنے لگوگے اور زراعت پر راضی رہوگے اور جہاد ترک کردوگے تو اللہ تعالی تم پر ایک ذلت مسلط کردے گا ۔ جب تک تم

---

(1) سنن ابن ماجہ ابواب الحدود باب من قتل دون مالہ فھو شہید ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص 189

(2) سنن ابی داود کتاب البیوع باب فی النھی عن العینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1405 ھجری جلد دوم ص 135

اپنے طریقہ پر واپس نہ آ جاو گے وہ تم سے اس ذلت اور رسوائی کو الگ نہیں کرے گا ۔

باب دوم

دفاعِ پاکستان کی اہمیّت

17 — 29

دفاع پاکستان کی اہمیت

آزادی اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور غلامی اس کی سزاوں میں سے ایک بڑی سزا ہے ۔ اللہ تعالی نے تمام انسانوں کو آزادی کی نعمت کے ساتھ پیدا فرمایا ۔ اللہ تعالی نے اسے صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا نہ کہ کسی مخلوق کی بندگی کے لیے ۔ اسی لیے دنیا کے اندر رائج شدہ آقا اور غلام کے تصور کو دین اسلام نے بتدریج ختم کیا ۔

اللہ تعالی نے جزا اور سزا (Reward and Punishment) کے اصول مقرر کر رکھے ہیں ۔ ان اصولوں کے مطابق ہی وہ نعمتیں بھی عطا کرتا ہے اور سزا بھی دیتا ہے ۔ قرآن انہی اصولوں کو سنت الہی سے تعبیر کرتا ہے ۔ انہی اصولوں میں نہ تو کسی تبدیلی کی گنجائش ہے اور نہ ہی ترمیم کی ۔

ارشاد ربانی ہے ۔

فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا (1)

سو آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہیں پائیں گے ۔

اللہ تعالی اپنی نعمتیں بشمول آزادی ان اقوام کو عطا کرتا ہے جو ان کی طلب رکھتی ہوں اور قدر کرنا جانتی ہو ۔ جو اس کی

---

(1) القرآن 35 : 43

حفاظت کی اہل ہوں - ارشاد باری تعالی ہے -

ذٰلک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمھا علی قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم (1)

یہ اللہ کی سنت کے مطابق ہے کہ وہ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنے طرز عمل کو نہیں بدل دیتی - ارشاد ربانی ہے -

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم (2)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا - جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی -

جو افراد یا قوم آزادی کی طلب ، قدر اور حفاظت سے عاری ہو جائیں - تو یہ نعمت بہت جلدی ان سے چھین لی جاتی ہے -

ارشاد باری تعالی ہے -

واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم و لئن کفرتم ان عذابی لشدید (3)

اور تمہارے رب نے خبردار کیا تھا کہ اگر تم شکرگزار بنوگے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا - اور اگر کفران نعمت کروگے تو میری سزا بہت سخت ہے -

---

(1) القرآن 8 : 53

(2) القرآن 13 : 11

(3) القرآن 14 : 7

نظریہ پاکستان

حضرت عمرؓ کے عہد (12- 24 ھجری) سے جنوبی ایشیا میں عربوں کا آنا جانا شروع ھوا- اسی دور میں حضرت عثمان بن عاص ثقفی کی سرکردگی میں ھند و پاک کے مغربی ساحل پر **بمبئی** کے قریب فوج کشی ھوئی- اور معمولی سی کامیابی کے بعد مسلم فوج واپس ھوئی- اسی طرح مغیرہ بن عاص کی سرکردگی میں مسلمانوں نے اسی دور میں بحرین سے بھڑوچ پر حملہ کیا- اور دیبل (واقع سندھ) کے مقام پر لڑائی میں مسلمانوں کو ناکامی ھوئی- آٹھویں صدی عیسوی کے شروع میں اسی علاقے میں بحری قزاقوں نے مسلمان قافلے کو لوٹا اور کچھ مسلمانوں کو گرفتار بھی کر لیا- ایک مسلم خاتون کی فریاد پر حجاج بن یوسف نے والئی سندھ راجہ داھر کے پاس سفارت بھیجی- **تاکہ وہ** مسلمان قید یوں کورھا کردے- مگر راجہ داھر نے تعاون نہ کیا- جس کے نتیجہ میں حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو 712 عیسوی میں راجہ داھر سے مقابلے کے لیے بھیجا- جس نے دیبل ، ایلور اور ملتان تک کا علاقہ فتح کیا- اور تقریباً چار ہزار عربوں کو اس علاقے میں آباد کیا- ان عرب مسلمانوں کی خوبیوں کو دیکھ کر لوگ حلقہ بگوش اسلام ھوتے گیے-

اس علاقے میں انتالیس سال تک بنو امیہ کی خلافت رہی - بنو عباس ایک صدی تک سندھ پر حکومت کرتے رہے - یہاں تک کہ ان کا اثر کم ہوتا رہا - اور یہ علاقہ **فاطمین** مصر کے زیر اثر آ گیا - نیز اکثر علاقے خود مختار راجوں اور مہاراجوں کے قبضہ میں آ گیے - والیان غزنی سبکتگین اور محمود غزنوی (997 تا 1030 عیسوی) نے ہندوستان پر قابض راجوں اور مہا راجوں پر حملے کیے اور پورے ہندوستان پر حکومت قائم کی۔ اس دور میں عرب ، ترک ، افغان اور ایرانی خاندانوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی - حضرت علی ہجویری (1005 عیسوی) اور حضرت شیخ حسین زنجانی جیسے صوفیا غزنی سے ہندوستان آئے اور دین اسلام پھیلا یا - (1)

خاندان غزنوی کے بعد غوریوں ، خاندان غلاماں ، تغلقوں خلجیوں اور خاندان لودھی کے مسلمان باد شاہوں نے برصغیر پر حکومتیں کی - یہاں تک کہ ہندوستان پر 1526 عیسوی میں خاندان مغلیہ کی حکومت قائم ہوئی - مغلیہ دور میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے پہلے سندھ ، بنگال اور پھر سارے ہند و پاک پر قبضہ جما لیا - آخری مغل فرمانروا بہادر شاہ ثانی کے دور میں برصغیر پاک و ہند مکمل طور پر انگریزوں کے تسلط میں چلا گیا - شاہ ولی اللہؒ نے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملے

---

(1) پاکستان کا اسلامی پس منظر - آغا اشرف مقبول اکیڈمی لاہور

کے لیے ترغیب دی - برطانوی سامراج کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں نے کوششیں کی - ان کوششوں کی سرکردگی علماء کرتے رہے - ان تحاریک میں تحریک مجاہدین (1825 عیسوی) جنگ آزادی (1857 عیسوی)، سید جمال الدین افغانی (1880) تحریک ریشمی رومال (1915 عیسوی) علی برادران کی سعی، تحریک خلافت (1919 عیسوی) اور تحریک ہجرت (1920 عیسوی) شامل ہیں (1)

مشترکہ کوششوں کے دوران مسلمانوں نے ہندوؤں کے مکارانہ ذہنیت کو بھانپ لیا - اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ایک الگ ملک کا مطالبہ کیا - 23 مارچ 1940 کو قرارداد لاہور منظور ہوئی - جو بعد میں قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی اور پاکستان کے حصول کے لیے اساس بنی - الگ ملک کا مطالبہ اس لیے ضروری ہوا - تاکہ مسلمان اپنی نظریہ حیات کے مطابق زندگی گزارنے میں آزاد اور سابقہ عظمت دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوں - تب تو آزادی کے بعد بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا تھا۔

" قیام پاکستان جس کے لیے ہم گزشتہ دس سال سے جد وجہد کر رہے تھے -

---

(1) مینار پاکستان - ایم نذیر احمد تشنہ گلوب پبلشرز لاہور 1985

خدا کا شکر ہے کہ آج ایک مسلمہ حقیقت ہے - اپنے لیے ایک ملک قائم کرنا ہمارا مقصود نہیں تھا - بلکہ یہ ذریعہ تھا حصول مقصد کا خیال یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کے مالک ہوں - جہاں ہم اپنی روایات اور تمدنی خصوصیات کے مطابق ترقی کر سکیں - جہاں اسلام کے عدل و مساوات کے اصولوں کو آزادی سے بر سر عام آنے کا موقع حاصل ہو" (1)

ایک موقع پر آپ نے نظریہ پاکستان کی وضاحت ان الفاظ میں کی -

HE COULD NOT UNDERSTAND A SECTION OF THE PEOPLE WHO DELIBORATLY WANTED TO CREAT MISCHEIF OF AND MADE PROPEGANDA THAT THE CONSTITUTION OF PAKISTAN WOULD NOT BE MADE ON THE BASIS OF SHURIA. THE QUAID-E-AZAM SAID ISLAMIC PRINCIPLES TODAY ARE AS APPLICABLE TO LIFE AS THEY WERE 1300 YEARS AGO @2

---

(1) افسران حکومت سے خطاب 11 اکتوبر 1947 بحوالہ خطبات قائد اعظم - رئیس احمد جعفری - مقبول اکیڈمی لاہور

2. QUAID-E-AZAM MUHAMMAD ALI JINAH SPEECHES AND STATEMENTS, SERVICE BOOK CLUB RAWALPINDI P-125

وہ (قائد اعظم) ان لوگوں کو یہ بات سمجھنے سے قاصر ہے جو جان بوجھ کر غلط فہمی پیدا کر رہے ہیں۔ کہ پاکستان کے آئین کی بنیاد اسلامی شریعت پر نہ ہوگی۔ انہوں نے فرمایا۔
کہ اسلامی اصول آج بھی ویسے ہی قابل عمل ہیں۔ جیسے آج سے تیرہ سو سال قبل تھے

بانی پاکستان کے ان بیانات سے نظریہ پاکستان کی اچھی طرح وضاحت ہوجاتی ہے۔ یہی نظریہ حیات قرانی آیت "وجعلنٰکم شعوباً و قبآئل لتعارفوا" (۱)
کے مطابق ہمیں بلا امتیاز زبان، رنگ ونسل ایک لڑی میں پروتا ہے۔ اسی نظریے کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ اسی لیے کہ نظریے کے بغیر کسی قوم کا تشخص ممکن نہیں۔ **اور تشخص کے بغیر اس قوم کا وجود** بے معنی ہوتا ہے۔ ویسے بھی ہندوں اور مسلمانوں کے نظریہ حیات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جیسے ذات پات کا تصور ہندو مذہب کا ضروری حصہ ہے۔ مگر اسلام میں ایسی تقسیم بالکل ناجائز ہے۔ اسی طرح ہندوں کے ہاں مندر میں بت کا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ مسلمانوں کے ہاں تصویر کے سامنے ہوتے ہوئے

---

(۱) القران 49 :13

نماز درست نہیں (1) مختصراً یہ کہ انگریزی مقولے کے مطابق

MY HERO IS HIS VILAIN AND HIS VILAIN IS MY HERO

اسی طرح برصغیر کے مسلمان بابر کو اپنا هیرو جبکه هندو رانا سانگا کو اپنا هیرو سمجھتے هیں۔ نظریات میں اس واضح فرق کی بدولت ایک الگ ملک کا مطالبه ناگزیر تھا۔ ایک ایسا ملک جہاں اس منفرد نظریے کا دور دورہ هو۔ مسلمانوں کے لیے ضروری تھا۔

الله تعالی نے مسلمانوں کی یه آرزو پوری کی اور مسلمان راهنماوں کی مساعی جمیله کی بدولت پاکستان کی شکل میں ایک آزاد مملکت اس خطے کے مسلمانوں کو عطا کی۔ خالص نظریه اسلام کے بل بوتے پر حاصل کیے گیے اس مملکت کے دفاع کی ذمه داری هر طرح سے اس کے تمام باشندگان کے لیے "حب الوطن من الایمان" (2) کی روشنی میں لازمی بن جاتی هے۔ وطن سے محبت کے سلسله میں نبی کریم علیه السلام کے واقعه هجرت کا ذکر ضروری هے۔ فطری طور پر آپؐ کو مکه مکرمه سے محبت تھی۔ اس لیے که یه آپؐ کا مسکن تھا۔ صرف دین کی خاطر آپؐ نے بحکم الهی هجرت فرمائی اس وقت آپؐ نے

---

(1) صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب ان صلی فی ثوب معلب او تصاویر هل تفسد صلوته و ما ینهی من ذلک جلد اول ص 54

(2) ایک مشهور و معروف عربی مقوله

ارشاد فرمایا تھا۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لمکتہ ما اطیبک من بلد واحبک الی ولولا ان قومی اخرجونی منک ما سکنت غیرک (1)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آپؐ نے مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تو کس قدر پاکیزہ اور دلپسند شہر ہے اور تو مجھے کتنا محبوب ہے۔ اور اگر میری قوم نے مجھے نکالا نہ ہوتا تو تجھے چھوڑ کر کسی اور جگہ نہ بستا۔

فطری محبت کا بھی تقاضا ہے کہ بچہ بچہ اس دھرتی سے محبت رکھے اور اس کی حفاظت کرے۔ جس میں وہ آزادی کی سانس لے رہے ہوں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اہمیت

پاکستان اسلام کے مقدس نام پر حاصل کیا گیا ہے۔

متحدہ ہندوستان کی تقسیم کا بنیادی مقصد یہی تھا۔ کہ برصغیر میں آباد مسلمان قوم آزادی حاصل کرکے اپنے نظریے (اسلامی نظریہ حیات) کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ اسی

---

(1) جامع ترمذی ابواب المناسک باب فی الفضیلۃ المکۃ جلد دوم ص 230

مطالبے کے پیش نظر ہندوستان پر قابض انگریز نے رخصت ہوتے وقت مسلمانوں اور ہندوؤں کو آبادی کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ خطے حوالہ کیے اور اس طرح ایک نظریاتی مملکت پاکستان معرض وجود میں آگئی۔

14 اور 15 اگست کی درمیانی شب کو دنیا کے نقشے پر وجود میں آتے ہی اسلامی مملکت خداداد پاکستان کے دفاع کی ذمہ داری شرعی اور اخلاقی ہر دو وجوہات کی بناء پر پاکستان کے عوام پر عائد ہوگئی۔ اس نظریاتی مملکت کی بقاء اور ترقی تب ممکن ہے جب یہ بیرونی اور اندرونی دشمنوں کی زد سے محفوظ و مامون ہو۔ جنوبی ایشیا کے حساس علاقے میں واقع ہونے پر اس کی دفاعی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مشرق میں تقریباً تیئس سو (2300) کلو میٹر لمبی سرحد ہندوستان سے ملتی ہے جبکہ مغرب میں ایران، شمال مغرب میں افغانستان اور روس، شمال مشرق میں عوامی جمہوریہ چین واقع ہیں۔ یہ امر مسلم ہے کہ دورحاضر میں کسی ملک کے دفاع کی ذمہ داری اس ملک کی مسلح افواج پر عائد ہوتی ہے۔ مگر اس حقیقت سے انکار کی گنجائش نہیں کہ عوام بھی اس فریضے سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے ہیں۔ ممالک اور نظریات کے دفاع میں عوام کسی نہ کسی

شکل میں ضرور شریک ہوتے ہیں - کسان مزدور ، اساتذہ ، تاجر ، ملازمین غرضیکہ ملک کے بچے بچے کا ملکی دفاع میں شریک ہونا ناگزیر ہے - گوکہ دفاعی منصوبہ تیار کرنا اوراسے عمل میں لانا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے - بلکہ یہ ذمہ داری ارباب حکومت پر عائد ہوتی ہے - کہ ملکی دفاع کے لیے لائحہ عمل مرتب کریں - مگر ملکی سالمیت اور جدید دور کے تقاضوں کے پیش نظر عوام الناس کو بھی اس سلسلہ میں بھرپور کردار ادا کرنا ہوتا ہے -

نبی کریم علیہ السلام کی زندگی ہمارے لیے مکمل نمونہ ہے (1) مسلمان ہونے کے ناطے آپؐ کی مکمل اتباع ہم پر لازم ہے - آپؐ نے اپنی عملی زندگی میں باقی شعبوں کی طرح عسکری شعبے میں امت کے لیے گراں قدر اور انمول خزانے چھوڑے ہیں - آپؐ نے اپنی تیئس (23) سالہ زندگی میں ایک خاص اور راسخ عقیدہ پر اہل عرب کو کھڑا کر دیا۔ ایک نئی مملکت کی صرف بنیاد نہیں رکھی بلکہ اسے سیاسی ، معاشی اور دفاعی طور پر ایسا مستحکم کر دیا جس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی -

---

(1) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ (القرآن 33 : 21)

مردوں کے علاوہ آپؐ نے عورتوں کو بھی ملکی دفاع میں شریک رکھا - حضرت انسؓ سے مروی ہے-

کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم یغزو بام سلیم و نسوۃ معھا من الانصار یسقین الماء و یداوین الجرحی (1)

رسول خدا جہاد میں ام سلیم اورانصار کے چند عورتوں کو پانی پلانے اورزخمیوں کے علاج کے لیے رکھتے تھے-

پہلی اسلامی مملکت (مدینہ منورہ) کی طرح جنوبی ایشیا میں واقع مملکت خداداد پاکستان کی اہمیت میں گزشتہ چند سالوں سے مزید اضافہ ہوا ہے- مشرق میں موجود روایتی دشمن جدید اسلحے کے انبار لگا رہا ہے - اپنی بجٹ کا بیس (20) فی صد (2) ملکی ساخت اورغیر ملکی اسلحے کی خریداری پر خرچ کر رہا ہے - جس کے نتیجہ میں مالدیپ ، سری لنکا ، بوٹان ، نیپال اور بنگلہ دیش کے بعد پاکستان پر اپنی بالا دستی (Supermacy) مسلط کرنا چاہتا ہے - سیاچین اورکشمیر کو ہڑپ کرنا اس کی منصوبہ بندی

---

(1) ترمذی ابواب الجہاد باب ما جاء فی خروج النساء فی الحرب جلد اول 286

2. Power Potential of Pakistan and its neighbours, National Defence College Rawalpindi, Apr 1990

میں شامل ہے ۔ اور اسے اٹوٹ انگ حصہ قرار دے چکا ہے۔ مغرب کی طرف سے روس کی حریصانہ نظریں پاکستان پر مرکوز ہیں۔ افغانستان میں مداخلت اس سلسلے کی ایک کڑی ہے ۔ افغانستان میں اپنی مداخلت کے آگے پاکستان ہی کو اپنی راہ میں رکاوٹ سمجھتا ہے ۔ مغربی ممالک بھی ایران ، افغانستان اور پاکستان میں اسلامی حکومتوں کے قیام سے خائف ہیں اور اندرون خانہ ہر قسم کی سازش کا ساتھ دے رہے ہیں ۔ غرض یہ کہ یہودی ، ہندو گٹھ جوڑ پاکستان کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے

ایسے حالات میں پاکستان کے باشندوں کے لیے اشد ضروری ہے۔ کہ قرآنی حکم "وخذوا حذرکم" (1) (اور اپنے دفاع کا خیال ضرور رکھو) پر عمل درآمد کرتے ہوئے ہرحال اور ہر وقت سربکف رہیں۔ نیز سلطنت مدینہ کے لیے اختیار کی گئی نبی کریم علیہ السلام کی دفاعی تدابیر کا بار بار مطالعہ کیا جائے ۔ تاکہ اپنی دفاعی پالیسی مرتب کرتے وقت ان اعلی تدابیر سے استفادہ کیا جا سکے ۔

زیر نظر مقالے میں شریعت کے دو بنیادی منابع (قرآن و سنت) میں دفاع کے احکام ، اہمیت اور منصوبوں کا ذکر کیا جائے گا۔ تاکہ دفاع پاکستان کے لیے جامع منصوبہ بندی کی جا سکے۔

---

(1) القرآن 4 : 102

زمانہ امن کی تزویرات (STRATEGY)

ان کا تعلق زمانہ امن میں دفاع کے لیے اٹھائے جانے والے اقدامات سے ہے ۔ یاد رہے کہ زمانہ جنگ میں بھی ان پر عمل ضروری ہوتا ہے ۔ ان تدابیر کے اختیار کرنے میں پیشہ ور فوج اور عوام دونوں برابر کے شریک ہوتے ہیں ۔ مالی لحاظ سے معمولی درجے کے فرد سے لے کر سربراہ مملکت حتیٰ کہ بیرون ملک رہائش پذیر ملکی باشندے بھی ان اقدامات کی تکمیل میں شامل ہوتے ہیں۔ گویا یہ غیر فوجی قسم کے انتظامات ہوتے ہیں ۔ (1) مگر ان کا دفاعی سیاست پر گہرا اثر پڑتا ہے ۔ یہ تدابیر طویل المیعاد (LONG TERMS) ہوتی ہیں ۔ اور باقاعدہ منصوبہ بندی کے نتیجہ میں وضع کی جاتی ہیں ۔

نبی کریم علیہ السلام نے قبل از ہجرت ، جب باقاعدہ اسلامی مملکت قائم نہیں ہوئی تھی ، ان تدابیر کے اجرا کا کام شروع کیا تھا ۔ ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں صحابہ کرامؓ کو صبر و برداشت کی تلقین اور بیعت عقبہ ثانی جیسے امور

---

(1) خطبات بہاولپور ڈاکٹر محمد حمید اللہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اشاعت دوم 1402 ھ

ان تدابیر میں شامل ہیں - ہجرت کے بعد مختلف قبائل سے معاہدات ، مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات ، مسجد نبوی کے اندر صفہ کا قیام ، مروجہ جدید جنگی ٹیکنالوجی کا حصول اور اخلاقی و روحانی اصلاح کے لیے اختیار کیے گیے دیگر اقدامات میں دفاعی استحکام اور تیاری کا پہلو بھی پنہاں تھا -

* * * * * * * * * * * * *

باب سوم

تعلیم و تربیّت

32 _ 59

تعلیم و تربیت

ماہرین حرب اس نکتے سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جنگی تیاری باقاعدہ لڑائی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے - زمانہ امن میں جنگی تیاری کے سلسلے میں بہائے گیے پسینے کی قیمت کا اندازہ میدان جنگ میں کیا جا سکتا ہے - فوج کا مشہور مقولہ (1) "پسینہ بچائیے خون" سے زمانہ امن میں تربیت کی اہمیت باسانی واضح ہوجاتی ہے- پوری قوم کی تعلیمی و تربیتی معیار اس درجے تک لے جانا ضروری ہے- جس سے پوری قوم "اشدآء علی الکفار رحماءُ بینھم" (2) (آپس میں نرم دل اورکفار پر زورآور) کا مصداق بن جائے- بقول علامہ اقبال -

ہوحلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہوتوفولاد ہے مومن

دراصل صحیح تعلیم وتربیت ہی وہ ذریعہ ہے - جس سے اللہ تعالی ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر فرائض کی معرفت حاصل ہوتی ہے - تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ

---

(1) یہ مقولہ فوج کے تقریباً تمام تربیتی میدانوں اور درس گاہوں میں مرقوم ہے

(2) القرآن 48 :29

قومیں دوست ودشمن کی پہچان کرسکتی ہیں۔ جبکہ جاہل معاشرہ اپنی جہالت کی بدولت اپنے نفع ونقصان سے غافل رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ط انما یتذکراولوا الالباب (1)

تو کہہ دے (اے پیغمبر) کبھی علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔ بے شک وہی لوگ سوچتے ہیں جو عقل والے ہوں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا (2)

بے شک اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

اسی طرح قرآن نے علم والوں کا درجہ بلند بتایا۔

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت (3)

اللہ تعالی تم میں سے ان لوگوں کے درجے بلند کرے گا۔ جو ایمان اور علم والے ہوں۔

آیٰت قرآنی کے مطابق باقی امور کے ساتھ ساتھ نبی کریم علیہ السلام کی بعثت کا مقصد امت کی تعلیم و تربیت تھا۔ اللہ تعالی نے صرف

---

(1) القرآن 39 : 9

(2) القرآن 35 : 28

(3) القرآن 58 : 11

کتاب اتارنے پر اکتفا نہیں کیا ۔ بلکہ کتاب کے ساتھ معلم کو بھیج کر تعلیم و تربیت اور خود تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا ۔

کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم ایٰتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتٰب والحکمۃ و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون (1)

جیسا کہ ہم نے تم میں سے ایک رسول بھیجا ۔ جو تم کو ہماری آتیں سناتا ہے ۔ تمہیں پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے ۔ جن کو تم نہیں جانتے تھے ۔

اس آیت کی روشنی میں شارح علیہ السلام کے فرائض مندرجہ ذیل متعین کیے گیے ۔

تلاوت کتاب ، تزکیہ نفس ، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت ۔

آپؐ نے اپنے ذمہ عائد کیے گیے فریضہ کو کما حقہ ادا کیا اور امت کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی جن کی تعریف اللہ تعالی نے ان الفاظ میں فرمائی ۔

یؤثرون علی انفسھم و لوکان بھم خصاصۃ (2)

اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے ۔ خواہ اپنے اوپر

---

(1) القرآن 2 : 151
(2) القرآن 59 : 9

کتنی تنگی کیوں نہ ہو۔ آپؐ نے امت کو تعلیم کی فضیلت بتائی۔ تاکہ مسلمان تعلیمی میدان میں اغیار پر سبقت لے جائیں۔ اس سلسلے میں آپؐ کے چند ارشادات درجہ ذیل ہیں۔

- عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (1)

علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔

- ومن سلک طریقاً یطلب بہ علماً سہل اللہ لہ طریقا الی الجنۃ (2)

اور جو شخص تحصیل علم کے لیے راستہ چلتا ہے اللہ تعالی جنت کا راستہ اس کے لیے آسان کر دیتا ہے۔

- عن معاویۃ خطیبا یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یرید اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین (3)

جس شخص سے اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے دین کی سمجھ دیتا ہے۔

- عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع (4)

حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا جو طلب علم کے لیے نکلے وہ راہ خدا میں ہے یہاں تک کہ لوٹ آئے۔

---

(1) ابن ماجہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ص 20
(2) بخاری کتاب العلم باب العلم قبل القول والعمل جلد اول ص 16
(3) ایضاً باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین ص 16
(4) ترمذی ابواب العلم باب فضل طلب العلم جلد دوم ص 93

ان ارشادات کے علاوہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی تعلیم کے لیے کئی عملی اقدامات کیے ۔ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے آپؐ نے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار فرمائے ۔

مکہ میں صبر و تحمل کی تربیت

تیرہ سالہ مکی دور میں نبی کریم علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کی فکری تربیت فرمائی ۔ اس دور میں شریعت مکمل نہیں تھی بلکہ عقائد سے متعلق کچھ بنیادی احکام نازل ہوئے تھے ۔ احکام کا نزول مدینہ منورہ میں بتدریج ہوتا رہا ۔ یہاں تو صرف کلمہ شہادت کہنے پر مار پڑتی ۔ یہ مار اور کشمکش کسی غیر قوم کی طرف سے نہیں تھی ۔ بلکہ اپنے گھر والوں رشتہ داروں یا مالکوں (غلاموں کی صورت میں) کی طرف سے تھی ۔ جیسے حضرت بلال بن رباحؓ حضرت حباب بن ارتؓ اورحضرت عمار بن یاسرؓ کے واقعات سے پتہ چلتا ہے (1)
ان تکالیف سے حق پرستوں کی تربیت ہوئی ۔ جو اسلامی انقلاب کے لیے درکار تھیں۔ اسی صبر و تحمل اور عقیدے کی مضبوطی نے صحابہ کرامؓ کو اس اہل بنایا کہ ان مقاصد کیے

(1) حیاۃ الصحابہ تالیف مولانا محمد یوسف اردو ترجمہ مولانا محمد عثمان ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی 1378 ھجری حصہ دوم

دفاع کی خاطر انہوں نے ھجرت کے بعد حق و باطل کے معرکوں میں موت کو زندگی پر ترجیح دی ۔ بلکہ ان مصائب پر صبر بذات خود جہاد سے کم نہیں تھا ۔ اس صبر و تحمل کو جہاد قرار دینے کے لیے قرآنی آیت " اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا ط وان الله علی نصرھم لقدیر (1) موجود ھے ۔ ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت دی گئی ۔ کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ۔ اور الله تعالی ان کی مدد پر قادر ھیں *

---

(1) القرآن 22 :39

* زمخشری اور مقاتل اس آیت کو مکی سمجھتے ھیں (الکشاف لزمخشری جز ثالث المطبوعه بیروت ص 160) جس کے نتیجه میں سوائے اس کے چارہ نہیں که ھم مکه میں مسلمانوں پر ڈھائے گیے مظالم سہنے کو جہاد نه کہیں بلکه قتال اس لیے که اگر اسے قتال نه کہیں تو اس کا مطلب یه ھوگا ۔ که حکم مکه میں آیا لیکن نعوذ با لله حکم پر عمل نه کیا گیا ۔ امام زمخشری اور مقاتل کے علاوہ یه آیت با لاتفاق مدنی ھے ۔ یعنی ھجرت کے بعد نازل ھوئی ۔ واقعاتی طور پر مطالعه کیا جائے تو معلوم ھوتا ھے ۔ که مکی دور میں جہاد یعنی قتال فرض نہیں تھا بلکه مدنی دور میں فرض ھوا ۔ چنانچه حافظ ابن حجر فتح الباری میں بیان کرتے ھیں فادل ما شرع الجهاد بعد الهجرة النبویة الی المدینة اتفاقاً ۔ جہاد متفقه طور پر ھجرت نبوی کے بعد مدینه میں شروع ھوئی ۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

تربیت بالعبادات

نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے عبادت کو حصول رضائے الہی کے علاوہ فوجی تربیت کا ذریعہ بنایا ۔ ایمان سے تعلق مع اللہ بڑھتا ہے ۔ جو مسلمان کو بے خوف ، نڈر مطمئن اور صحت مند بنا دیتا ہے ۔ عسکری نقطہ نظر سے نماز کے اندر جو عسکری تربیت خود بخود ہو جاتی ہے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے ۔

صف بندی

نماز کے لیے صفیں بنانا اور صفوں کی درستگی نماز کا حصہ ہے ۔ آپؐ صفوں کی درستگی کا بہت اہتمام فرماتے ۔

حضرت سماک بن حرب سے روایت ہے ۔

قال سمعت النعمان بن بشیر یقول کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم یسوینا فی الصفوف کما یقوم القدح حتی اذا ظن ان قد اخذ نا

ویسے تو جہاد کا لفظ مکی اور مدنی دونوں سورتوں میں ایک جیسے لایا گیا ہے ۔ لہذا مکی دور میں اس کے لغوی معنی یعنی جدوجہد کرنا یا کسی چیز کی مدافعت میں وسعت و طاقت خرچ کرنا ہیں ۔ جس سے مراد دین کی پرامن تبلیغ بنتے ہیں ۔ (جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت از مولانا شہاب الدین ندوی بحوالہ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک جولائی 1990 ۔

ذ لک عنه و فقهنا اقبل ذات یوم بوجهه اذا رجل منتبذ بصدره فقال لتسون صفوفکم او لیخالفن الله بین وجوهکم (1)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہمیں صفوں میں برابر کھڑا کرتے جس طرح تیر کی لکڑی کو برابر کرتے ہیں - یہاں تک کہ آپؐ کو یقین ہو گیا کہ ہم نے آپؐ سے صفیں قائم کرنا سیکھ لیا ہے - تو آپؐ نے ایک روز متوجہ ہوکر دیکھا کہ ایک آدمی اپنا سینہ آگے نکالا ہوا تھا - آپؐ نے ارشاد فرمایا تم اپنی صفو ں کو برابر کرو ورنہ تم میں اللہ تعالی اختلاف پیدا کر د ے گا -

عن انسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم سو وا صفوفکم فان تسویة الصف من تمام الصلوة (2)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا صفیں سیدھی رکھو- کیونکہ صفوں کی درستگی نماز کی تکمیل میں سے ہے -

---

(1) سنن ابی داود کتاب الصلوة باب تسویة الصفوف جلد اول ص97

(2) ایضاً ص 98

اسی طرح زمانہ امن و جنگ دونوں میں عساکر کو بلا کر احکام بتاتے وقت ، ڈرل کرتے وقت ، اجتماعی صورت میں باہر جاتے وقت ، باہر سے معائنے کے لیے آئے ہوئے افسر کو ملتے وقت ، حملے کی صورت میں اور دفاع کی صورت میں (سوائے استثنائی حالتوں کے) جیسے امور میں صف بنانا ضروری ہے ۔ صحابہ کرامؓ کو آپؐ نے نماز کے دوران صفوں کی درستگی کا عادی بنایا ۔ لہذا جب حق و باطل کا پہلا معرکہ ہوا ۔ تو آپؐ نے اس صف بندی کی تربیت کو پہلی دفعہ میدان کار زار میں استعمال کیا ۔ غزوہ بدر میں آپؐ نے کفار مکہ کے مقابلہ میں مسلمانوں کی صف بندی فرمائی ۔

عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے۔

عن عبد الرحمن بن عوف قال عبانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببدر لیلا" (1)

عبد الرحمن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ہم کو اپنے اپنے مقامات مناسبہ پر جنگ بدر میں رات سے کھڑا کر دیا ۔

آپؐ نے صحابہ کرام کو منتشر رہنے سے باز رکھا ۔

---

(1) سنن ترمذی ابواب الجہاد باب ما جاء فی الصف والتعبیۃ عند القتال جلد اول ص 297

بلکہ آپؐ نے صف بندی ایسے انداز میں فرمائی - کہ مسلمان اپنی اصل تعداد سے زیادہ نظر آنے لگے - قرآن مجید نے ان چالوں (TACTICS) کی تائید ان الفاظ میں کی ہے

فئة تقاتل فی سبیل الله و اخریٰ کافرة یرونهم مثليهم رای العین (1)

ایک فوج اللہ کی راہ میں لڑتی ہے - اور دوسری فوج کافروں کی ہے - جو ان کو (مسلمانوں کی فوج کو اپنی آنکھوں سے ان کی اصل تعداد سے) اپنے سے دو چند دیکھتے ہیں -

صف بندی کر کے اللہ کی راہ میں لڑنا ایک طرف تو جنگ کے سنہری اصولوں میں داخل ہے جو جنگ کی ہار جیت پر اثرانداز ہوتی ہے - تو دوسری طرف یہ اللہ تعالی کی رضا کا سبب بنتی ہے -

چنانچہ ارشاد ربانی ہے -

ان الله یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفاً کانهم بنیان مرصوص (2)

اللہ تعالی ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صفیں باندھ کر ایسے لڑتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں -

جدید دور کی مشینی جنگوں (MECHANISED WAR)

---

(1) القرآن 3 : 13

(2) القرآن 61 :4

میں صف بندی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ پیدل دستے
کے حملے (INFANTRY ATTACK) کے وقت تو اس کے
بغیر چارہ کار نہیں ۔ گھتم گتھا لڑائی (HAND TO HAND
FIGHT) میں اگر جوان مربوط طریقے سے حرکت نہ
کریں تو دشمن کے مورچوں تک پہنچنا نا ممکن ہے ۔ اس
کے علاوہ دوسرے ہتھیاروں ٹینک ، توپخانے ، ریکالیس رائفل
مارٹر اور ٹینک شکن ہتھیار کو بھی ایک خاص ترتیب سے
لگایا جاتا ہے ۔ اگر یہ ہتھیار بغیر ترتیب کے لگے ہوں ۔
اور فائر بیس (FIRE BASE) پر ان کی موجودگی
(DEPLOYMENT) قاعدے کے مطابق نہ ہو تو حملے کی
صورت میں دشمن کی جگہ اپنی افواج ان کا نشانہ بن جاتی ہیں۔

اطاعت امیر اور تنظیم

اطاعت امیر کی اہمیت مسلّم ہے ۔ ایمان والوں
کو اللہ اور رسول کے بعد امیر کی اطاعت کا حکم ہے ۔
اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔
یا یھا الذین ا منوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی
الا مر منکم (1)

---

(1) القرآن 4 : 59

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو
اور صاحب امر کی جو تم پر ہے۔

میدان جنگ میں تو اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ میدان جنگ میں امیر سے تنازعے کا مطلب شکست کو دعوت دینا ہے۔ اکثر ممالک اور خود پاکستان کے فوجی قوانین کے اندر لڑائی کے دوران امیر کی حکم عدولی کی سزا موت ہے (1) سپاہ کے حکم عدولی کا فعل تمام فوج کے لیے خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔

غزوہ احد کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور درے پر متعین امیر عبد اللہ بن جبیرؓ کی امارت میں چالیس (40) میں سے تیس (30) صحابہ کرامؓ نے حکم عدولی کی۔ اسی فعل نے دشمن کو ایک ایسی تدبیر پر عمل پیرائی کا موقع دیا۔ جس سے مسلمانوں کی واضح فتح شدید جانی نقصان میں بدل گئی (2)

نماز با جماعت ادا کرنے سے اطاعت امیر کا جذبہ رگ رگ میں بس جاتا ہے۔ اسی طرح ایک امام کے پیچھے

---

1. MANUAL OF PAKISTAN MILITARY LAW VOLUME-I ....

(2) رسول رحمت۔ سیرت طیبہ پر مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات
غلام رسول مہر۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز 1970

بیک وقت ایک ہی عمل سے صحابہ کرامؓ میں تنظیم سے رہنے کا سلیقہ پیدا ہوا اور ایک منتشر قوم کے افراد اس عملی تربیت کے نتیجہ میں منظم قوم بن گئے۔

وقت کی پابندی

ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتٰباً موقوتا (1)

درحقیقت نماز پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کی گئی ہے۔

دفاعی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ فوجی مشن کی تکمیل میں ذرا سی تاخیر یا پیش رفت ناقابل تلافی نقصان کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ ایسے حالات میں عارضی کامیابی بھی دراصل شکست کا سامان پیدا کرتی ہے پیش قدمی یا پسپائی (ADVANCE OR RETREAT) کے دوران ہر عمل بروقت کرنا پڑتا ہے۔ بصورت دیگر مد مقابل اس تاخیر یا قبل از وقت اقدام سے خوب فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ بروقت اقدام کی تلقین سے متعلق دو واقعات ملاحظہ ہوں۔

---

(1) القرآن 4 : 103

- غزوہ بنو قریظہ کے موقع پر آپؐ نے ایک لشکرکو اسلحہ لینے کا حکم دیا اور روانگی کے وقت تلقین فرمائی کہ نماز عصر محلہ بنو قریظہ میں ادا کریں ۔ تاکہ مطلوبہ مشن غروب آفتاب سے قبل پایہ تکمیل تک پہنچ سکے (1)
- غزوہ بدر سے قبل (رجب 2 ھجری) میں آپؐ نے حضرت عبداللہ بن حجشؓ کو امیر سپاہ بنا کر نخلہ کی طرف بھیجا اور خط دے کر تلقین فرمائی کہ یہ خط دو دن کے بعد کھول دینا اور اس میں درج شدہ ھدایات پر عمل کرنا (2)

راز داری کے ساتھ ساتھ اس واقع سے ھمیں بروقت اور برمحل فوجی کاروائی کا سبق ملتا ھے ۔ با جماعت نماز کے ذریعہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کے اندر وقت کی پابندی کی عادت پیدا کی ۔

اخلاقی ترقی

دشمن پر غلبہ پانے یا دشمن کی یلغار کو روکنے کے لیے صرف تعداد اور اسلحہ کی برتری کام نہیں آتی بلکہ حملہ یا دفاع کرنے والے افراد کی اخلاقی اقدار MORALE CHARACTER زیادہ کارگر

(1) مجمع الزوائد و منبع الفوائد للحافظ نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی مؤسسۃ المعارف بیروت 1986 باب غزوۃ الخندق و قریظہ جلد 6

(2) پیغمبر اعظم وآخر ڈاکٹر نصیر احمد ناصر فیروز سنز لاھور

ثابت ہوتی ہیں - غزوات نبوی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ تعداد اور سامان حرب و ضرب کے لحاظ سے قلیل افواج نے اپنے سے کئی گنا افواج کو شکست دی - ارشاد باری تعالی ہے -

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ (1)

بارہا تھوڑی جماعت اللہ تعالی کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب ہوئی - یاد رہے کہ نماز کی پابندی مسلمانوں کو برے اور فحش کاموں سے روکتی ہے اور ضابطہ اخلاق پروان چڑھانے میں مدد دیتی ہے -

ارشاد ربانی ہے -

ان الصلوۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر (2)

بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے -

باقاعدگی کے ساتھ نماز پڑھنے پر صحابہ کرام رضی کی اخلاقی تربیت ہوئی اور ان اخلاقی اقدار کا مد مقابل پر گہرا اثر پڑا - آپ سپاہ کی اخلاقی ترقی پر بہت زور دیتے - میدان جنگ میں تائید ایزدی حاصل کرنے اور "یا یھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (3)

اے ایمان والو اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا -" کے عملی نمونہ بننے کی خاطر

---

(1) القرآن 2 : 249
(2) القرآن 29 : 45
(3) القرآن 47 : 7

آپؐ سالارِ عساکر کو تقویٰ کی تلقین فرماتے - چنانچہ مروی ہے -

عن سلیمان بن بریدۃ عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا امّر امیراً علی جیش او سریۃ او صاہ فی خاصۃ بتقوی اللہ عزوجل ومن معہ من المسلمین خیراً (1)

حضرت سلیمان بن بریدہؓ سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو لشکر یا سریہ پر امیر مقرر کرتے تو اس کو خاص طور پر اللہ تعالی سے ڈرنے کا اور ساتھ والے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کا حکم کرتے -

شب خیزی

فرض نماز کے ساتھ ساتھ امت کو تہجد نماز کی تعلیم بھی دی گئی ہے - آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو شب خیزی کا خوگر بنا دیا تھا - اس صفت کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے -

والذین یبیتون لربھم سجداً وقیاما (2)

وہ لوگ جو اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام کی حالت میں گزارتے ہیں - عبادت کے لیے راتوں کو اٹھنے کی تربیت عساکر کے لیے روز مرہ کی

---

(1) صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب تامیر الامام والامراء علی البعوث ووصیتہ ایاہم باداب الغزو وغیرھا - جلد دوم ص 82

(2) القرآن 25 : 64

گارڈ ڈیوٹیوں اور زمانہ جنگ میں جاگنے (ALERTNESS) کے لیے سہولت پیدا کرتی ہے۔ نیز راتوں کو اٹھنے سے اللہ تعالی کی مدد و نصرت یقینی ہوجاتی ہے۔

روزہ

یا یہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (1)

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گیے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گیے تھے تاکہ تم میں تقوی کی صفت پیدا ہوجائے۔

فرض روزوں کے علاوہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو نفلی روزوں کا خوگر بنا دیا تھا۔ نماز کی طرح روزہ مختلف زاویوں سے انسان کی روحانی اور جسمانی نشوونما کا ضامن ہے۔ تقوٰی، اطاعت، تنظیم اور کم خوردن کے ساتھ ساتھ روزہ سے ضبط نفس کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے سپاہ کے اندر فقر و فاقہ، سادہ اور محنت طلب زندگی گزارنے، برداشت اور کھٹن سے کھٹن حالات میں بھی حوصلہ نہ ہارنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جو میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے کے لیے سنہری اصولوں میں سے ایک ہے۔

---

(1) القرآن 2 : 183

ہنگامی حالات میں بھوک اور پیاس سے دوچار ہونا کوئی نئی بات نہیں بلکہ دوران جنگ سپاہ کو اکثر فاقے کرنا یا معمولی سی چیز پر گزارہ کرنا پڑتا ہے ۔ ایسے حالات سے بخوبی نبرد آزما ہونے کے لیے رمضان المبارک میں روزوں کی فرضیت سے ایک تربیتی کیڈر (TRAINING CADRE) کا اہتمام کیا گیا ۔

زکوۃ

ملکی دفاع کے لیے جسمانی قربانی کے ساتھ ساتھ مالی قربانی بھی لازمی ہے ۔ انفاق فی سبیل اللہ سے روحانیت ترقی پا کر تعلق مع اللہ استوار ہوتا ہے ۔ اسی طرح جنگ میں کام آنے والے ہتھیاروں کی تیاری یا خرید اور دیگر ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ ہے ۔ کئی مقامات پر تو جسمانی جہاد سے بھی مالی جہاد کو مقدم رکھا گیا ۔

وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ (1)

اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں ۔

تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون (2)

تم ایمان لاو اللہ اور رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے

---

(1) القرآن 9 : 41

(2) القرآن 61 : 11

مالوں اور جسموں کے ساتھ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔
انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعہ دل سے مال کی محبت نکل جاتی ہے۔
اور صدقات واجبہ کے علاوہ مسلمان ضرورت پڑنے پر صدقات نافلہ کا بھی
اہتمام کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جنگ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام رض
میں سے ایک طرف تو حضرت عثمان رض نے نو سو (900) اونٹ پیش کر دیے
تو دوسری طرف ابو عقیل رض انصاری نے رات بھر مزدوری سے حاصل کیے گیے
دو سیر چھوہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں پیش
کر دیے (1) حضرت ابو بکر رض نے اپنا تمام مال و متاع پیش کر دیا۔
حتیٰ کہ کرتے کی گھنڈیاں بھی توڑ کر شامل کر دی تھیں۔ اور رسول اللہ
کے استفسار "ما بقیت لا ھلک" (بیوی بچوں کے لیے کیا چھوڑا) پر
صدیق اکبر رض نے جواب دیا۔ "اللہ اور اس کا رسول"

انفاق فی سبیل اللہ میں خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ
لیا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ عید کے موقع پر خواتین نے آپ ؐ سے
صدقہ کی فضیلت سننے پر زیورات اتار کر خدمت میں پیش کیں۔(2)

---

(1) رسول رحمت۔ سیرت طیبہ پر مولانا ابو الکلام آزاد کے مقالات ص 513

(2) صحیح بخاری کتاب العیدین باب موعظة الامام النساء یوم العید
جلد اول ص 133

حج

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (1)

اور اللہ کے لیے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو ۔

ملکی دفاع کے لیے مالی اور جسمانی ہر دو قربانیوں کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح دفاعی استحکام کے لیے اجتماعی سطح پر کام کرنا بھی ضروری ہے صرف انفرادی کوششوں اور امور سے یہ کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا اسلام کے بنیادی رکن حج کے اندر مالی اور جسمانی دونوں قربانیاں شامل ہیں ۔ یہ ایسی عبادت ہے جس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے اندر اجتماعیت کا پہلو ترقی کرتا ہے ۔ نیز اس کی ادائیگی سے سفر ، قربانی اور جہاد کی مکمل تربیت حاصل ہوتی ہے ۔ دراصل حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کا مظہر ہے ۔ جنہوں نے عہدے ، وطن جان ، بال بچوں اور اکلوتے بیٹے کی قربانی دے کر اپنے آپ کو راہنمائی کے قابل بنایا ۔ ارشاد ربانی ہے

قال انی جاعلک للناس اماما (2)

اسی سرٹیفکیٹ کے عطا ہونے کے بعد آپؑ نے "ومن ذریتی" کی درخواست کی ۔

---

(1) القرآن 3 : 97

(2) القرآن 2 : 124

مگر ہر ایک کو اس مقام کا اہل نہیں ٹھہرایا گیا۔ اس لیے کہ قربانی اور جہد قیادت کے لیے شرط ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبی مکرم کو اللہ تعالی نے اس فضیلت سے نوازا۔ آپ نے انتہائی سختیاں برداشت کیں اور پورے عالم کے پیشوا ٹھہرے۔ نیز قائدین کے لیے قیادت کی عملی مثال قائم کی۔

ارکان اسلام ہر مسلمان پر انفرادی طور پر فرض ہوئے مگر ان کے اندر اجتماعیت کا پہلو واضح ہے۔ نماز با جماعت، رمضان المبارک کے روزے اور ایک موسم میں حج کی ادائیگی سے اجتماعی سطح پر کام کرنے کی تربیت ہوتی ہے۔ اس عمل سے ٹیم ورک (TEAM WORK) کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کی بدولت قومی سطح پر کیے جانے والے فریضے جیسے اشاعت دین، فلاح و بہبود اور دفاعی امور کی تکمیل میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔

صُفَّہ کا قیام

ہجرت کے ساتھ ہی آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی۔ یہ مسجد عبادت گاہ کے ساتھ ساتھ دفاعی امور کا مرکز بھی تھی یہاں سے عساکر اسلامی کو مختلف مہموں پر روانہ کیا جاتا تھا۔ میدان جنگ کے لیے جھنڈے تیار ہوتے معاہدے اور صلح نامے تحریر

ہوتے ۔ دفاعی تیاری اور جنگی سکیموں پر مشاورت ہوتی ۔ نیز سب سے اہم کام تعلیم و تربیت کا پہلا مرکز مسجد نبوی بنا ۔ مسجد کے صحن میں آپ ؐ نے ایک چبوترا قائم کیا ۔ جس کے اندر مہاجر اور انصار کی ایک جماعت ہمہ وقت دینی تعلیم و تربیت کی خاطر اس اقامتی درسگاہ (RESIDENTIAL UNIVERSITY) میں موجود رہتی کچھ صحابہؓ کا مستقل مسکن یہی تھا ۔ اور کچھ دن کو درس میں بیٹھتے اور شام کو اپنے اپنے گھروں کو لوٹ کر روزگار میں مصروف ہو جاتے ۔ باقاعدہ طالب علموں کے علاوہ وقتی طالب علم (PART TIME SCHOLER) کلاس سے باہر کسب حلال کر کے اپنی اور دیگر طلباء کی کفالت کرتے ۔

اس درس گاہ میں ایمان ، تقوٰی اور جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل واحکام اور مال غنیمت کے احکام کا تذکرہ ہوتا ۔ نصاب تعلیم میں قرآن و سنت کے علاوہ نشانہ بازی ، گھڑ سواری اور تیراکی جیسی تربیت شامل تھی ۔ سید سلیمان ندوی نے اس علمی مرکز کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ۔

"کہیں ابو بکرؓ وعمرؓ و عثمانؓ و علیؓ جیسے فرمانروا زیر تعلیم ہیں ۔ کہیں طلحہؓ ، زبیرؓ ، معاویہؓ ، سعد بن معاذؓ اور سعد بن جبیرؓ جیسے ارباب رائے و تدبیر ہیں ۔ کہیں خالدؓ ، ابو عبیدہؓ ، سعد بن ابی وقاصؓ اور عمرو بن العاصؓ جیسے سپہ سالار ہیں ۔

کہیں وہ ہیں جو بعد کو صوبوں کے حکمران عدالتوں کے قاضی اور قانون کے مقنن ہیں - کہیں ان زہاد و عباد کا مجمع ہے - جن کے دن روزوں میں راتیں نمازوں میں کٹتی ہیں - کہیں ابوذرؓ ، سلیمانؓ و ابودرداؓ جیسے وہ خرقہ پوش ہیں جو مسیح اسلام کہلاتے تھے - کہیں صفہ والے طالبعلم تھے - جو جنگل سے لکڑی لا کر بیچتے اور گزارہ کرتے اور دن رات علم کی طلب میں مصروف رہتے تھے - کہیں حضرت عائشہؓ ، حضرت ابن عباسؓ ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ جیسے فقیہ و محدث تھے - جن کا کام علم کی خدمت و اشاعت تھا ' (1)

یاد رہے کہ آپؐ کے عہد مبارک میں مستقل فوج (STANDING ARMY) نہیں تھی - بلکہ ضرورت پڑنے یا بلانے پر ہر مسلمان کے ذمہ فرض تھا - کہ اپنی خدمات پیش کرے - ایسے حالات میں اصحاب صفہ ایک مستقل فوج کی حیثیت سے کام دیتے تھے - گھر سے دور بیوی بچوں سے بے پرواہ اور مادی سامان کے اعتبار سے یہ ہلکے پلکے صحابہؓ چند منٹوں میں تیار ہوکر مہم پر روانہ ہو جاتے تھے - مثلاً کسی نے ایک

---

(1) مقالات شام ہمدرد 1972 ہمدرد اکیڈمی 1980

دفعہ مدینہ آکر کسی گھر پر چھاپہ مارا تو ضرورت تھی کہ مجرموں کے فوری تعاقب کے لیے فوج کا کچھ حصہ روانہ کیا جائے ایسی ھنگامی صورت کے لیے اصحاب صفہ نہایت ہی مناسب وقت پر کاروائی کرتے - (1)

فدیہ میں تعلیم قبول کرنا

علم کی اہمیت بتانے کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول تعلیم کے لیے انتظامات بھی فرمائے - تاکہ حصول علم آسان تر ہو جائے - صفہ کے قیام کے علاوہ آپؐ نے جنگ بدر کے موقع پر پڑھے لکھے قیدیوں سے مالی فدیہ لینے کی بجائے انہیں چند (دس دس) مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کی شرط پر رہا کیا - (2) اس واقع سے ایک طرف تو تعلیم کے لیے حتی الوسع انتظامات کا ثبوت ملتا ہے تو دوسری طرف غیر مسلم اساتذہ سے مروجہ تعلیم حاصل کرنے کا جواز بھی ملتا ہے - اس لیے کہ قیدیوں کا تعلق کفار مکہ سے تھا جبکہ شاگرد مدینہ کے مسلمان تھے - کاتب وحی اور جامع قرآن حضرت زید بن ثابتؓ نے انہی قیدیوں سے تعلیم کی ابتدا کی تھی -

---

(1) صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع ورعل و ذکوان و بیر معونہ جلد دوم

(2) سیرت النبی شبلی نعمانی نیشنل بک فاونڈیشن اسلام آباد 1981 ص 332

یہ مکان ارقم بن ارقم کا تھا جو کوہ صفا کے دامن میں واقع تھا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم یہاں پر اشاعت اسلام اور نو مسلموں کی تربیت کا کام سر انجام دیتے (1)

* یثرب کے کچھ لوگوں کے قبول اسلام پر آپؐ نے قبل از ہجرت مصعب بن عمیرؓ کو قرآنی تعلیم کے لیے ان کے ساتھ بھیجا (2)

* حضرت معاذ بن جبلؓ اور ابو موسی اشعریؓ کو یمن میں ناظم تعلیمات بنا کر بھجا گیا - اور انہیں یہ ہدایت دیں۔
لوگوں کے ساتھ آسانی سے پیش آنا - انہیں سختی میں نہ ڈالنا -
خو شخبری اور بشارت انہیں سنانا - دین سے نفرت نہ دلانا -
اور آپس میں مل جل کر رہنا (3)

* یہودیوں کے ساتھ خط وکتابت کرنے کے لیے آپؐ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو عبرانی زبان سیکھنے کے لیے باہر بھیجا (4)

* عورتوں کی تعلیم اور انہیں شرع کے حکم بتلانے کے لیے آپؐ نے ایک دن خاص کیا تھا (5)

---

(1) نقوش رسول نمبر جلد 4 شمارہ نمبر 130 مدیر محمد طفیل ادارہ فروغ ارد و لاہور - 1983 عہد نبوی میں علمی ترقیاں از محمد حفیظ پھلواری
(2) ـــ ایضاً ـــ
(3) صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیو تامیر الامام الا مراء علی البعوث جلد دوم ص82
(4) سیرت النبی شبلی نعمانی جلد اول
(5) صحیح بخاری کتاب العلم باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدہ فی العلم جلد اول ص 20

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں کی تربیت کے لیے گھڑ دوڑ کرایا کرتے تھے - اور فاصلے کی لمبائی چھ سات میل لمبی ہوتی تھی - کبھی یہ فاصلہ ایک دو میل بھی ہوا کرتا تھا ۔(1)

* مسجد نبوی میں حبشی نوجوانوں کو برچھوں کی مشق کرتے ہوئے آپؐ نے مع حضرت عائشہؓ کے ملاحظہ فرمایا (2)

* جنگی اسلحے کی صنعت سیکھنے کے لیے آپؐ نے دو صحابہ کرامؓ حضرت عروہ بن مسعودؓ اور حضرت غیلان بن سلمۃؓ) کو 8 ھجری میں غیر ملکی شہر (3) جرش کو روانہ کیا تھا جو دبابے منجنیق اور جنور کی صنعت سیکھ رہے تھے -

دور جدید کے تقاضوں کے پیش نظر پاکستان میں ایسے مراکز اور اداروں (CENTRES/INSTITUTIONS) کی بہتات ہے - جہاں عسکری تربیت دی جاتی ہے - مگر یہ مراکز اور ادارے صرف پیشہ ور افواج کی تعلیم و تربیت کے لیے مخصوص ہیں - دفاعی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ عوام کے لیے بھی الگ یا ان اداروں میں

---

(1) بخاری کتاب الجہاد باب غایۃ السبق للخیل المضمرۃ جلد اول ص402

(2) بخاری کتاب الجہاد باب الدرق جلد اول ص 407

(3) البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر المکتبہ قدوسیہ لاہور طبع اول 1984 جلد 4 ص 324

عسکری تربیت کا انتظام کیا جائے - مرد و زن دونوں کے لیے میٹرک تک تعلیم مفت اور لازمی قرار دی جائے تاکہ ضرورت پڑنے پر تمام تر ذمہ داری صرف پیشہ ور فوج کے کندھوں پر نہ ہو - بلکہ ملک کا ہر فرد اس ذمہ داری میں شریک ہو - اور یوں پوری قوم "کانھم بنیان مرصوص" (1) (گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو) کی مانند ہو - آج کے اس سائنسی دور میں صرف تعلیم ہی وہ ہتھیار ہے جس کی وجہ سے ہم جدید ٹیکنالوجی (ADVANCE TECHNOLOGY) سمجھ سکتے ہیں - اپنی ماضی سے سبق سیکھ کر مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کر سکتے ہیں - اور دشمن کے تباہ کن پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر ملکی دفاع کے اہل بن سکتے ہیں -

---

(1) القرآن 61 : 4

باب چہارم

اندرونی استحکام

60 - 76

اندرونی استحکام

فن حرب اور دفاع کے ماہرین کے نزدیک جنگ کی تیاری میدان جنگ سے زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے - قبل از جنگ تیاری میں ضروری چیز ریاست کا داخلی استحکام ہوتا ہے - کسی ملک کی مسلح افواج صرف اسی صورت میں دلجمعی کے ساتھ لڑ سکتی ہیں - جب اس ملک کی آبادی نظریاتی اعتبار سے ان کی ہمنوا ہو نیز آبادی کے ساتھ ساتھ خود عساکر کے اندر کسی قسم کا داخلی انتشار ، تعصب اور متضاد فکری میلان نہ ہو- قرآن کریم نے اسی انتشار کو عظیم نقصان قرار دیا ہے-

ارشاد ربانی ہے -

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ط ان اللہ مع الصّٰبرین (1) .

اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو آپس میں نہ جھگڑو- ورنہ منتشر ہوجاوگے اور تمھاری قوت ختم ہوجائے گی اور برداشت سے کام لو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے -

مقامی آبادی کی مخالفت اور عدم تعاون کا تلخ تجربہ تو ہمیں 1971 میں ہوچکا جس کے نتیجہ میں نوے ہزار (90000) پیشہ ور فوج نے

(1) القرآن 8 : 46

دشمن کے آگے ہتھیار ڈال دیے اور ہمارا ایک بازو ہمیشہ کے لیے کٹ کر رہ گیا۔ حالانکہ 1965ء میں تعداد اور اسلحہ میں کمی کے باوجود پاکستانی افواج نے اسی دشمن (بھارت) کا سولہ سو (1600) مربع میل علاقہ ہتھیا لیا تھا (1) اور ایسے اقوام متحدہ اور دیگر عالمی اداروں کی طرف بھاگنے پر مجبور کیا تھا تاکہ جلد جنگ بندی ہو جائے۔ ان دونوں واقعات میں ہار و جیت کا فیصلہ زیادہ تر اندرونی استحکام کی بدولت ہوا۔ ایک عظیم مدبر کی حیثیت سے نبی کریم علیہ السلام نے داخلی استحکام کی اہمیت کو بروقت محسوس فرمایا تھا۔ لہذا ہجرت کے فوراً بعد آپؐ نے مندرجہ ذیل اقدامات فرمائے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

نبی کریم علیہ السلام نے ہجرت کے ساتھ ہی نوزائیدہ مملکت کے داخلی استحکام پر بھرپور توجہ دی۔ فکری یک جہتی قائم کرنے کے لیے آپؐ نے ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کے ساتھ ایک اراضی پر مسجد نبوی کی تعمیر کی۔ دن میں پانچ مرتبہ مسلمانوں کے اجتماع نے مسلمانوں میں موافقت، اتفاق و اتحاد، اجتماعیت اور ہمدردی کی فضا قائم کی۔ اس کے علاوہ مسجد کے اندر تعلیم و تربیت کے مختلف محافل اور تقاریب نے مسلمانوں کے اندر فکری جولانیاں پیدا کیں ان کے اذہان میں پورے عالم

THE PAKISTAN ARMY WAR 1965 BY MAJOR GENERAL SHOUKAT RAZA (RETD) ARMY EDUCATION PRESS 1984 P-283, PAKISTAN TIMES Rwp 24 Sep 1965.

کی فکر نے باقی چھوٹے موٹے فکر اور بغض و عناد مٹا دیے - قبیلہ اوس اور خزرج کے درمیان صدیوں پرانی دشمنی دوستی میں بدل گئی اور اللہ تعالی کے فرمان "واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداً فالف بین قلوبکم (1) کا منہ بولتا ثبوت بن گیے -

میثاق مدینہ

مدینہ میں آپؐ کی تشریف آوری کے وقت مسلمان، یہود اور مشرک آباد تھے - یہود تین قبائل بنو قینقاع ، بنو نضیر اور بنو قریظہ پر مشتمل تھے - مسلمانوں کی آمد سے چوتھا فریق عبداللہ بن ابی کی سرکردگی میں منافقین کا پیدا ہوا - آپؐ نے مدینہ کے داخلی استحکام اور بیرونی جارح سے نمٹنے کے لیے ایک تحریری معاہدہ مرتب کیا جو آپؐ کی سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے - یہ باقاعدہ تحریر شدہ وثیقہ معاہدے کے نام سے مشہور ہے اسے سب سے پہلا مدون شدہ آئین کہنا زیادہ موزوں ہوگا - اس آئین میں متضاد نظریہ حیات کے لوگوں کو مملکت اسلامی کے دفاعی حکمت عملی پر متحد کیا گیا -
اس مدون شدہ آئین کو پہلا دستور کہا جاتا ہے - یہ دستاویز (DOCUMENTS) کئی شقوں کا مجموعہ ہے - جن کی تعداد ترپن (53)

---

(1) القرآن 3 : 103

تک ہے (1) اس مقالے میں موضوع سے متعلق اہمیت کے حامل چند دفعات کا ذکر مقصود ہے -

یہ تحریر بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع ہوتی ہے - ابتدائی کلمات کچھ اس طرح ہیں - یہ نوشتہ یا دستاویز ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو نبی ہیں - قریش اور اہل یثرب میں سے ایمانداروں اور اطاعت گزاروں نیز ان لوگوں کے درمیان جو ان کے تابع ہیں ان کے ساتھ شامل ہوجائیں اور ان کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیں -

جہاد کے متعلق چیدہ چیدہ نکات ملاحظہ ہوں -

دوسرے لوگوں کے بالمقابل وہ ایک امت (سیاسی وحدت) ہوں گے -

ایمانداروں کی صلح ایک ہوگی - اللہ کی راہ میں ہوں تو کوئی ایماندار کسی دوسرے ایماندار کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا -

جب تک یہ صلح سب کے لیے برابر نہ ہو -

وہ تمام گروہ جو ہمارے ساتھ جنگ کریں گے - ایک دوسرے کے پیچھے ہوں گے - اور جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف پیدا ہوگا تو اللہ تعالی اور محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی طرف رجوع کیا جائے گا -

---

(1) سیرت النبی ابن ہشام ارد و ترجمہ مولانا عبد الجلیل صدیقی و مولانا غلام رسول مہر باب 76 شیخ غلام علی اینڈ سنز اشاعت 4 1979 حصہ اول

اور یہ کہ ان میں سے کوئی بھی محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی اجازت کے بغیر جنگ کے لیے نہیں نکلے گا ۔

جو کوئی اس دستور العمل کے قبول کرنے والوں کے خلاف جنگ کرے تو وہ (یہود اور مسلمان) ایک دوسرے کی مدد کریں گے ۔ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی پر عمل پیرا ہوں گے اور باہمی مشورے کریں گے ۔ وفا ان کا شیوہ ہوگا ۔ نہ کہ عہد شکنی ۔

یہود اس وقت تک مصارف برداشت کرتے رہیں گے جب تک مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر جنگ میں شریک رہیں گے ۔

یثرب کا میدان اس دستاویز کے ماننے والوں کے نزدیک مقدس و محترم ہوگا ۔

اس نوشتے کو قبول کرنے والوں کے درمیان کوئی نیا معاملہ یا جھگڑا پیدا ہو جس پر فساد رونما ہونے کا ڈر ہو تو اسے اللہ تعالی کی طرف اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ و سلم) کی طرف لوٹایا جائے گا ۔

اگر کوئی یثرب پر حملہ آور ہو تو ان (معاہد فریق) ہر ایک پر ایک دوسرے کی امداد لازم ہوگی ۔

ہر شخص کے حصے اس کی مدافعت آئے گی جو اس کے بالمقابل ہوگا ۔

اس دستاویز کی رو سے تمام سیاسی اور دفاعی اختیارات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئے - دشمن سے مقابلے کا انتظام ، فوجی قوت کا استعمال ، باہمی تنازع میں آپؐ کا حکم ماننا - غرضیکہ کہ ہر قسم کے اعلیٰ اختیارات آپؐ کو حاصل ہوئے -
اس طرح مسلمان مدینہ کے اندر اور آس پاس میں قبائل کے حلیف بن گئے - حالانکہ وہ نظریاتی طور پر مسلمانوں کے سخت دشمن تھے - یہود نے بہت بعد میں اس دستاویز کے فلسفہ کو سمجھا اور سمجھنے کے ساتھ ہی خلاف ورزی کا آغاز کیا - جس کے نتیجہ میں مدینہ سے آپؐ نے بنو قینقاع کو 2 ھجری ، بنو نضیر کو 4 ھجری اور بنو قریظہ کو 5 ھجری میں ملک بدر کردیا - یہ قبائل خیبر اور فدک میں آباد ہوئے (1)

یہود صاحب ثروت اور مسلح تھے - مدینہ کے آس پاس آطام (مضبوط قلعے) میں رہائش پذیر تھے - لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے آپؐ کی قیادت کیوں قبول کی ؟
یہود مسلمانوں کی ترقی کو یقینی سمجھتے تھے - جیسے آج کل کی ریاستیں ہر اس تنظیم کے ساتھ اپنے آپ کو منسلک کرتی ہیں - جس کا مستقبل روشن ہو - مثال کے طور پر سیٹو (SEATO) سینٹو (CENTO) یورپی برادری (ECO) معاہدہ وارسا (WARSAW PACKET) اور دولت مشترکہ (COMMON WEALTH)

---

(1) سیرت النبی از شبلی نعمانی جلد 4

مملکت مدینہ اور ملحقہ علاقہ میں میثاق مدینہ سے امن کی جو فضا قائم ہوئی اور دفاعی تدابیر کا مداوا ہو چکا تو آپؐ ہمہ وقت دعوت و تبلیغ اور قتال کی تیاری میں مصروف ہوئے ۔

مدینہ کو حرم قرار دینا

ہجرت کے فوراً بعد میثاق مدینہ مرتب کرتے وقت آپؐ نے اپنے مملکت کے لیے حرم مہیا کیا ۔ جیسے مکہ اور اس کے آس پاس کے اندر قتل و غارت ممنوع تھی ۔ اور یہ بات مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کے ہاں مسلم تھی ۔ اسی طرح آپؐ نے دشمن کے مقابلہ میں مدینہ کے آس پاس بھی حرم کے طور پر حدود مقرر فرمائیں ۔ چنانچہ روایت ہے ۔

عن عمرو بن ابی عمرو مولی المطلب بن خنطب انہ سمع انس بن مالک یقول خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر اخدمہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم راجعاً وبد الہ احد قال ھذا جبل یحبنا ونحبہ ثم اشار بیدہ الی المدینہ قال اللھم انی احرم ما بین لا بیتھا کتحریم ابراھیم مکۃ اللھم بارک لنا فی صاعنا و مدنا (1)

عمرو بن ابی عمرو (غلام مطلب بن حنطب) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا جنگ خیبر میں

(1) صحیح بخاری کتاب الجہاد فضل الخدمۃ فی الغزو جلد اول ص 400

آپؐ کی خدمت کرتا رہا ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم واپس تشریف لائے اور احد سامنے آیا تو فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں پھر اپنے دست مبارک سے مدینہ کی طرف اشارہ کرکے یہ دعا فرمائی ۔ اے اللہ میں اس شہر کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان علاقہ کو حرم مقرر کرتا ہوں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم مقرر کیا تھا اے اللہ ہمارے صاع اور مد میں برکت نازل فرما ۔

اس عمل سے مدینہ شہر اور آس پاس کا میدان حرم پاک کی طرح مقدس و محترم قرار پایا (1)

کشتی دستے

ہجرت مدینہ سے لے کر غزوہ بدر کبریٰ تک نبی کریم علیہ السلام نے ڈیڑھ سال کے عرصے میں ارد گرد کے علاقے میں آٹھ مہمات بھجیں۔ جن میں سے چار کی قیادت آپؐ نے خود فرمائی ۔ ان دستوں کے جہاں اور کئی مقاصد تھے وہاں ان کی مدد سے مملکت مدینہ کا اندرونی استحکام بھی پیش‌نظر تھا ۔

---

(1) رسول رحمت باب 35 ص 248

صلح حدیبیہ

میثاق مدینہ کے بعد دوسرا اہم تحریری معاہدہ جو اسلامی ریاست کی تقویت اور استحکام کا باعث بنا ۔ غزوہ حدیبیہ کے موقع پر طے ہونے والا معاہدہ ہے ۔ یہ معاہدہ ذی القعدہ 6 ہجری کو حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان طے ہوا (1) شرائط و نتائج مع تفصیل ملاحظہ ہوں ۔

1 - تیرے نام سے اے اللہ

2 - یہ معاہدہ ہے ۔ جو محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو میں طے ہوا ۔

3 - ان دونوں نے اس بات پر صلح کر دی ہے ۔ کہ دس سال تک جنگ روک دی جائے ۔ اس دوران لوگ امن سے رہیں ۔ اور ایک دوسرے سے رکے رہیں ۔

4 - یہ کہ محمد کے ساتھیوں میں سے جو حج یا عمرہ یا تجارت کے لیے مکہ آئے تو اس کی جان و مال کو امان ہوگا ۔ اور قریش کا جو شخص تجارت کی غرض سے عراق و شام جاتے ہوئے مدینہ سے

---

(1) صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب وکتابۃ الشروط مع الناس بالقول جلد اول ص 377

گزرے تو اسے جان و مال کا امان حاصل ہوگا ۔

5- یہ کہ قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمدؐ کے پاس آئے گا تو مسلمان اسے قریش کے سپرد کریں گے ۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کے ساتھیوں میں سے جو شخص قریش کے پاس جائے گا وہ اسے مسلمانوں کے سپرد نہیں کریں گے ۔

6- یہ کہ ہم اس معاہدہ کی ہر طرح پابند رہیں گے ۔ باہر سے کوئی بھی غداری اندر داخل نہ ہوسکے گی ۔ نہ تو خفیہ کسی کو مدد دی جائے گی نہ اعلانیہ خود خلاف عہد کریں گے ۔

7- یہ کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ بھی ایسا کرسکے گا اور جو قریش کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ بھی ایسا کرسکے گا ۔ (اس شرط کے تحت بنو خزاعہ مسلمانوں کے اور بنو بکر قریش کے حلیف بن گیے)

8- یہ کہ تو اس سال ہمارے پاس سے واپس چلا جائے گا اور ہمارے یہاں مکہ نہ آئے گا ۔ البتہ آئندہ سال ہم باہر چلے جائیں گے ۔ اور تو اور تیرے ساتھی وہاں مکہ میں داخل ہوکر تین راتیں

ٹھہر سکیں گے ۔ تیرے ساتھ سوار کا ہتھیار ہوگا ۔ اس کے علاوہ کوئی اور ہتھیار لے کر وہاں نہ آ سکے گا ۔

9- یہ کہ قربانی کے جانور وہیں (حدیبیہ) رہیں گے ۔ ان کو بھی حلال کیا جائے گا ۔ اور مکہ قربانی کے لیے نہیں لے جایا جا سکے گا ۔ اور یہ کہ ہمارے اور تمہارے حقوق اور واجبات برابر ہوں گے (1)

بظاہر تو یہ شرائط سطحی دکھائی دیتی ہیں ۔ اور قریش کے لیے مفید نظر آتی ہیں ۔ مگر اللہ تعالی نے اس صلح کو مسلمانوں کے لیے فتح مبین قرار دیا ۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا (2)

یہ فتح مبین 7 ھجری میں فتح خیبر اور 8 ھجری میں فتح مکہ کی صورت میں ظاہر ہوئی ۔ فتح مبین اور بعد میں اس کی افادیت کے علاوہ اس وقت حالات ایسے تھے کہ اس معاھدے کا انعقاد مسلمانوں کے لیے بہت ضروری تھا ۔ اگر جغرافیائی محل وقوع سے دیکھا جائے تو مدینہ منورہ خیبر سے جنوب کی طرف اور مکہ معظمہ سے شمال کی طرف درمیان میں واقع ہے ۔ اس وقت اہل خیبر اور اہل مکہ دونوں کے ساتھ مسلمانوں کی دشمنی تھی ۔ ایک فریق کا حملہ دوسرے

---

(1) صحیح بخاری کتاب الشروط فی الجہاد والمصالحة مع اهل الحرب وكتابة الشروط مع الناس بالقول جلد اول ص 377

(2) القرآن 48 : 1

فریق کو بہت فائدہ دے سکتا تھا ۔ اس کے علاوہ حنین اور طائف کے جنگجو قبائل بھی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی میں کسی سے پیچھے نہیں تھے ۔ ان تینوں قوتوں کے اجتماعی قوت (CONCENTRATION FORCE) کو آپؐ نے منتشر کر کے ختم کرنا تھا ۔ جسے فوجی اصطلاح میں (DEFEAT IN DETAIL) کہتے ہیں ۔ اس لیے ظاہری طور پر آپؐ نے نرم شرائط پر فیصلہ کیا ۔ ایک دوراندیش مدبر کی حیثیت سے آپؐ نے ایک فریق کے ساتھ صلح کرنا چاہا جس کے لیے آپؐ نے مضبوط تر ، نزدیک تر اور بڑے فریق (اہل مکہ) کا انتخاب کیا ۔ جب کہ دوسرے فریق یہود پر آپؐ نے چودہ سو (1400) سپاہ کے ساتھ فوری طور پر (خیبر 6 ہجری یا 7 ہجری) (1) میں حملہ کر دیا ۔ تعداد سے یہ اندازہ اور یقین آسانی کے ساتھ سمجھ میں آ جاتی ہے ۔ کہ خیبر پر حملہ کے وقت وہی صحابہ کرامؓ تھے ۔ جو صلح حدیبیہ میں آپؐ کے ساتھ تھے ۔ نرم شرائط پر مشتعل (بشمول حضرت عمرؓ (2) انہی صحابہؓ کے جوش و جذبے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے آپؐ نے لڑائی لڑی ۔ اور کامیابی حاصل کی ۔

---

(1) سیرت النبی شبلی نعمانی حصہ اول ص475

(2) ایضاً ص 457

صلح حدیبیہ کے مندرجہ بالا شرائط میں دفعہ 3 تا 6 اور 8 کا داخلی استحکام سے گہرا تعلق ہے۔ دس سال تک امن و امان سے رہنے کا معاہدہ ہوا ۔ جو مختصر الفاظ میں لا غلال ولا اغلال ہے۔ ایک دوسرے سے ہاتھ رکنے کے نتیجہ میں مسلمان آزادانہ مکہ کو آنے جانے لگے۔ کفار مکہ کے ساتھ آزادانہ میل جول بڑھا ۔ تو کفار نے مسلمانوں کے اخلاق اور اسلام کی خوبیوں کو نزدیک سے مطالعہ کیا جس کی وجہ سے ہزاروں لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ اعلان نبوت سے لے کر غزوہ خیبر تک انیس (19) سال کے عرصہ میں مسلمانوں کی تعداد تین چار ہزار کے درمیان رہی ۔ جبکہ صلح حدیبیہ کے صرف دو سال بعد فتح مکہ کے وقت تک صرف مسلمان سپاہ کی تعداد دس ہزار (10,000) تھی (1)

دفعہ ۲۔ بظاہر تو یہ شرط کفار کے ظلم کے سامنے مسلمانوں کی بے بسی کا اقرار ہے۔ مگر کفار مکہ کی من مانی اور پسندیدہ شرط کو خود قریش نے منسوخ کیا اس لیے کہ اس وقت مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ اسلام کی خاطر اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے ان کے لیے یہ امر بالکل نا ممکن تھا کہ وہ ہجرت کرنے کے بعد واپس مکہ جائیں ۔ رہا یہ مسئلہ کہ جو آدمی مسلمان ہو کر مدینہ آئے تو آپؐ

---

(1) سیرت النبی ابن ہشام (مترجم اردو) جلد دوم ص 385

اسے واپس کر دیں گے - یہ بات واقعی تکلیف دہ تھی - جیسا کہ ابو جندلؓ جو نیے مسلمان ہوئے تھے بیڑیاں پاؤں میں پہنے ہوئے مکہ سے بھاگ کر آپؐ کے پاس پہنچ گیے -
آپؐ یہ معاہدہ لکھا رہے تھے مگر آپؐ نے ابو جندل کو سہیل کے حوالے کر دیا (1)
اسی طرح ام کلثوم بنت عقبہ کو اسی شرط کے تحت واپس کیا گیا (2)

- - -

ان صحابہؓ نے مکہ کی بجائے بحیرہ قلزم کے کنارے عیص کے مقام پر سکونت اختیار کی - اہل مکہ کے مظالم سے تنگ آئے ہوئے دوسرے لوگ بھی یہاں پہنچتے رہے - ان لوگوں نے قریش سے انتقام لینے کی خاطر قریش کے تجارتی قافلوں کو لوٹ کر ان کی اقتصادی ناکہ بندی شروع کر دی - معیشت کے تباہ ہونے سے تنگ آکر قریش نے خود ہی اس شرط کو منسوخ کرنے کی درخواست کی جسے آپؐ نے منظور فرمایا - چنانچہ عیص کے مقام پر رہائش پذیر نو مسلم مدینہ چلے گیے -

---

(1) صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ جلد دوم ص 601

(2) سیرت النبی شبلی نعمانی جلد اول ص 460

دفعہ 6 ۔ اس شرط کا خلاصہ یہ ہے ۔

ایک دوسرے پر حملہ نہیں کریں گے ۔ دھوکہ بازی سے کام نہیں لیں گے ۔ چھپ کر بھی اس معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کریں گے ۔ اگر مسلمانوں کی جنگ کسی تیسرے فریق سے ہو تو اہل مکہ غیر جانبدار رہیں گے ۔ اس شرط کے نتیجہ میں ایک طرف تو امن کی فضا قائم ہوئی ۔ جو دین اسلام کی اشاعت کے لیے نہایت سود مند ثابت ہوئی تو دوسری طرف فریقین کی غیر جانبدار رہنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اسی سال یا اگلے سال کے پہلے مہینے میں خیبر پر فوج کشی کے وقت قریش یہودیوں کی کچھ مدد نہ کر سکے اور یوں ہی بیٹھے رہ گیے ۔

دفعہ 8 ۔ اس شرط کی رو سے آپؐ کو اگلے سال عمرہ کی پیشگی اجازت مل گئی ۔ چنانچہ اگلے سال ذی القعدہ میں قریش مکہ نے مسلمانوں کی موجودگی میں وہاں رہنے کو ذلت و رسوائی سمجھ کر مکہ کو تین دن کے لیے خالی کر دیا ۔ آپؐ نے اس موقع سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا ۔ امن و امان اور امانت کے پاس رکھتے ہوئے آپؐ نے قریش اور عمرہ کے لیے آئے ہوئے دیگر قبائلی افراد کے دل موہ لیے ۔

باہمی نفاق کا ازالہ

ہجرت کے وقت مدینہ میں اوس اور خزرج نامی دو قبیلے آباد تھے

جن میں عرصہ دراز سے دشمنی چلی آ رہی تھی ۔ آپؐ کی آمد سے دونوں شیر و شکر ہو گیے ۔ جیسے ارشاد باری تعالی ہے ۔

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (1)

اور یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان جبکہ تم آپس میں دشمن تھے ۔ پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گیے ۔

آپس میں عداوت کے نتیجہ میں باہمی قوت کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے کی بجائے آپؐ نے اسے دشمن کے لیے مجتمع کر دیا ۔

ہجرت کے بعد میثاق مدینہ ، صلح حدیبیہ اور دیگر اقدام نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی مدبرانہ حکمت عملی کے شاہکار ہیں ۔ ان معاہدات کے نتیجہ میں آپؐ کو ایک پر امن اور آزادانہ فضا میسر ہوئی ۔ اندرونی اور بیرونی طور پر مملکت مدینہ دشمن کے ہتھکنڈوں سے محفوظ ہوئی ۔

مملکت پاکستان کے ارباب حکومت کو بھی اسی طرح انہی اقدامات کی روشنی میں اندرونی اور بیرونی استحکام کے لیے فضا بنانی چاہیے ۔ اندرون ملک قوم کے اندر اعتماد پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے ۔

---

(1) القرآن 3 : 103

اس کے لیے معاشی تفاوت کو کم کرنا بہتر اور اسلامی طرز تعلیم کی سہولیات نیز مسلمانوں کے معاملات کے لیے اسلامی قوانین کا اجرا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میثاق مدینہ اور دیگر معاہدوں میں یہ بات وضاحت کے ساتھ طے کی ہے۔ کہ یہود اور کفار کے مقدمات ان کے اپنے اپنے مذاہب کے مطابق فیصلہ کیے جائیں گے آپؐ نے ان شقوں پر عمل درآمد کیا اور یہودیوں کے فیصلے توریت کے مطابق کیے۔ ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سنت پر عمل پیرا ہو کر ملک سے فرقہ واریت کو ختم کر سکتے ہیں۔

باب پنجم

معاشی استحکام

77 -84

معاشی استحکام

کسی ملک کے دفاع کے لیے وہاں کی معیشت کا بہتر ہونا ضروری ہے۔ جب تک معیشت مضبوط بنیادوں پر استوار نہ ہو۔ قوم کے اندر معاشی تفاوت کم سے کم نہ ہو تب تک ملک کا مضبوط دفاع نا ممکن ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں ہجرت کے ساتھ دو اصولوں پر عمل کیا ایک طرف تو اسلامی ریاست کے باشندوں کی معاشی خود کفالت کا انتظام کیا۔ جب کہ دوسری طرف قریش مکہ پر معاشی دباو ڈالا تاکہ وہ معاشی طور پر مفلوج ہو کر اسلامی ریاست کے خلاف جنگی کاروائی کے اہل نہ رہیں۔ حبشہ اور دوسرے علاقوں کی طرف مکمل ہجرت کی بجائے مدینہ کا انتخاب آپؐ نے اس غرض سے کیا تھا کہ مدینہ جغرافیائی اور دفاعی لحاظ سے اہم مقام تھا۔ نیز اقتصادی اعتبار سے قریش مکہ کے لیے مدینہ کو شہ رگ کی حیثیت حاصل تھی (1)

مسلمانوں کی معاشی کفالت کے لیے آپؐ نے مدینہ میں جو امور اختیار فرمائے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

مواخات

ہجرت مدینہ کے ساتھ ہی ابتدائی پانچ مہینوں میں آپؐ نے

(1) رسول رحمت سیرت طیبہ پر مولانا ابو الکلام آزاد کے مقالات باب 23 ص 169

ریاست مدینہ کے اندرونی استحکام کی طرف توجہ دی۔ اس سلسلے میں آپؐ نے جو تین بڑے اقدام کیے وہ مسجد نبوی کی تعمیر، آس پاس کے قبائل سے معاہدے اور مواخات ہیں ۔ مواخات (بھائی چارہ) انصار و مہاجرین کے درمیان ایک معاشی معاہدہ تھا ۔ ہر انصاری نے ایک ایک مہاجر کو اپنے مال و جائیداد میں برابر کا شریک ٹھرا دیا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس باقاعدہ اس تقسیم کو طے فرمایا ۔

انصار مہاجرین کے ساتھ بھائی چارہ کے لیے اس طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے کہ قرعہ اندازی کی نوبت تک آجاتی (1)

ایک ایک مہاجر کو انصار کا بھائی بنایا ۔ انصار زراعت پیشہ تھے اور مہاجر تجارت پیشہ تھے ۔ لہذا مواخات سے مہاجرین کے کفالت کے ساتھ ساتھ ریاست معاشی طور پر مستحکم ہوگئی ۔
زراعت اور تجارت دونوں میدانوں میں ترقی ہوئی ۔ دنیا کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ دیار غیر سے آئے ہوئے مہاجرین کے لیے انصار نے گھر تقسیم کیے اور دکانیں تقسیم کیں *

---

(1) صحیح بخاری کتاب المناقب باب کیف اخی النبی صلی اللہ علیہ و سلم بین الصحابة و نبی رحمت ، سید ابوالحسن ندوی مجلس نشریات کراچی بار سوم 1983 جلد اول ص 198

* یاد رہے کہ مہاجرین حضرات نے ایسے تمام اموال بعد میں واپس کیے ۔

مال غنیمت

جہاد میں دشمن سے حاصل کیے گیے مال کو آپؐ نے ایک باقاعدہ منظم طریقہ سے تقسیم فرمایا - اس سے قبل انفرادی سعی اور کوشش کے نتیجہ میں جو جتنا مال لڑائی میں حاصل کرتا وہ اس کا مالک ہو جاتا - اس بے قاعدگی سے بچنے اور معاشی مساوات کی خاطر احکام شرعیہ کے مطابق مال غنیمت کے پانچ حصے بنائے جانے لگے - ارشاد باری تعالی ہے

واعلموا انما غنمتم من شئ فان لله خمسه وللرسول (1)

اور جان لو کہ تمہیں مال غنیمت میں جو کچھ ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

پانچواں حصہ بیت المال میں رکھا جاتا جس کا تصرف اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہوتا - باقی چار حصے مجاہدین میں برابر سے تقسیم کردیے جاتے - حتیٰ کہ سالار عساکر سے لے کر پچھلی صفوں میں لڑنے والے سپاہ نیز کسی بھی طریقہ سے دفاع میں حصہ دار کو برابر کا حصہ عطا کیا جاتا تھا (2) مال غنیمت کے اس تقسیم کار سے ریاست اسلامی معاشی طور پر مستحکم ہوئی - اور اسی استحکام کی بدولت رعایا کے لیے اطمینان اور نیے ہتھیاروں کا حصول ممکن ہوا -

---

(1) القرآن 8 : 41

(2) خطبات بہاولپور از ڈاکٹر محمد حمید اللہ خطبہ مملکت اور نظم و نسق

بیت المال کا قیام

اسلامی ریاست کے معاشی نظام کو عمدگی کے ساتھ چلانے کے لیے آپؐ نے بیت المال کو قائم کیا۔ مسجد نبوی کا ایک حجرہ بیت المال کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس مقفل کمرے میں سرکاری رقوم اور سرکاری مالیت کی اشیاء پڑی رہتی تھیں۔ حضرت بلالؓ اس کے انچارج تھے (1)

عہد نبوی میں ایک صحابیؓ کے ذمہ یہ کام بھی تھا۔ کہ وہ فوج کے لیے جسمانی طور پر اہل والنٹیر (VOLUNTEER) نوجوانوں کے نام لکھیں جنہیں فوجی مہم کے وقت فوری طور پر بلایا جا سکے۔ انہی لوگوں کو بیت المال سے وظیفہ ملتا تھا (2)
قرآن واحادیث میں جا بجا بیت المال کے ذرائع آمدن اور مصارف کی تفصیل موجود ہے۔ اجمالی طور پر بیت المال کے لیے آمدنی کے مدات مندرجہ ذیل تھے۔

عشر ، خراج ، جزیہ ، زکوۃ ، صدقات نافلہ ، فئی ، خمس
وقف ، اموال نافلہ ، عشور، ضرائب وغیرہ
یہ تمام مدات بیت المال کے آمدن کے ذرائع تھے۔ آپؐ نے اپنی

---

(1) خطبات بہاولپور از ڈاکٹر محمد حمید اللہ ص 183
(2) السیر الکبیر بحوالہ خطبات بہاولپور ص 180

ذات با برکات کے لیے بیت المال سے استفادہ نہیں کیا - بلکہ اس آمدنی کو قرآنی حکم کے مطابق خرچ کیا - ارشاد ربانی ہے -

انما الصدقٰت للفقراء والمسٰکین والعٰملین علیها والمؤلفة قلوبهم و فی الرقاب والغارمین و فی سبیل الله وابن السبیل (1)

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں - اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں - اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو - نیز غلاموں کے چھڑانے اور قرضداروں کی مدد کرنے میں - اور الله کی راہ میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں -

دشمن کی اقتصادی ناکہ بندی (ECONOMIC BLOCKADE)

دشمن کو اپنی طاقت بڑھانے سے روکنے اور اس کو حق کے سامنے جھکانے کے لیے اقتصادی ناکہ بندی ایک موثر ہتھیار ہے - بیسویں صدی میں تو اس ہتھیار کی اہمیت اور واضح ہو چکی ہے - مغربی اقوام پسماندہ ممالک کے خلاف صرف اسی ہتھیار کو استعمال میں لا کر اپنی اجارہ داری قائم کیے ہوئے ہیں - نبی کریم صلی الله علیه و سلم نے چودہ سو آٹھ (1408) سال قبل دشمن کی اقتصادی ناکہ بندی کے لیے منصوبہ بنایا - چنانچہ آپؐ نے قریش کے تجارتی قافلے ، جو مدینہ کے قریب سے شام کی طرف جاتے ، کو روکنے کا

---

(1) القرآن 9 : 60

فیصلہ فرمایا ۔ جنگ بدر کبریٰ سے قبل تقریباً سات (7) مرتبہ مسلمان فوجیں قریش کے قافلے کو روکنے کے لیے مدینہ سے باہر گئیں (1) قریش کے لیے یہ مزاحمت قابل برداشت نہ تھی ۔ اس لیے جب 2 ھجری میں ابو سفیان کے تجارتی قافلے کو روکنے کی اطلاع قریش کو ملی تو وہ ھزار کا مسلح لشکر لے کر باقاعدہ تصادم کے لیے نکل پڑے ۔ اور نتیجتاً جنگ بدر (رمضان المبارک 2 ھجری) کا واقعہ پیش آیا ۔ شام کے ساتھ تجارت میں رخنہ پڑنے کے بعد قریش نے شمال میں عراق کے ساتھ تجارت کا آغاز کیا ۔ آپؐ نے ان قافلوں کو بھی روکنے کا اہتمام کیا ۔ چنانچہ حضرت زید بن حارثہؓ کی امارت میں سو (100) سواروں کا دستہ 3 ھجری میں صفیان بن امیہ کے قافلے کو روکنے کے لیے بھیجا (2) تجارتی نظام میں رخنہ و رکاوٹ پڑنے سے قریش کی اقتصادی ترقی بالکل رک گئی ۔ اور سامان حرب و ضرب میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہ کر سکے جس سے قریش کی دفاعی حیثیت خود بخود کمزور ہو گئی ۔

ان تدابیر سے مسلمان تنگی معاش سے آزاد ہوئے اور ملکی دفاع میں خلوص اور لگن کے ساتھ ان کی شرکت ممکن ہوئی ۔

---

(1) خطبات بہاولپور از ڈاکٹر محمد حمید اللہ نظام دفاع اور غزوات

(2) ابن خلدون جلد اول ، حیات محمد صلی اللہ علیہ و سلم محمد حسین ھیکل اردو ترجمہ ابو یحییٰ امام خان ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور بار سوم 1987 ص 347

اسی طرح دفاعی تیاری کے سلسلے میں "واعدوا لهم ما استطعتم من قوة" (1) پر عمل درآمد کے سلسلہ میں جنگی اسلحہ اور ساز و سامان کے حصول کے لیے سرمایہ فراہم ہوا ۔ اسلحے کے حصول اور اسلحہ سازی سیکھنے کی غرض سے آپؐ صحابہ کرامؓ کو آس پاس کے علاقوں میں بھیجتے تھے ۔ غزوہ حنین (9ھجری) کے موقع پر آپؐ نے دو صحابہ کرامؓ حضرت عروہ بن مسعودؓ اور حضرت غیلان بن اسلمؓ کو جُرش نامی شہر بھیجا تھا (2) اسی طرح دشمن کی اقتصادی ناکہ بندی سے مندرجہ ذیل فوائد سامنے آئے ۔

- مسلمانوں کی طرف سے اپنے علاقوں اور راستوں کی حفاظت کا انتظام ہوا ۔
- قریش کے خلاف سرد جنگ (COLD WAR) کا آغاز ہوا ۔
- قریش کا دائرہ معیشت تنگ ہوتا گیا ۔
- قریش ضرورت کے مطابق اپنے لیے سامان حرب و ضرب مہیا کرنے کے قابل نہ رہے ۔

اس دباو کا مقصد قریش کی حربی طاقت کو گھٹانا تھا ۔ نہ کہ ان کو ہلاک کرنا تھا ۔ چنانچہ ہجرت کے بعد مکہ میں قحط پڑا

---

(1) القرآن 8 : 60

(2) البدایہ والنہایہ باب غزوہ طائف

توآپؐ نے ایلچی کے ذریعہ فوراً مدد بھیجی (1) اسی طرح جب حضرت ثمامہؓ نے یمامہ کے علاقے سے قریش مکہ کو گندم کی سپلائی بند کردی (2) توجانی دشمن کے باوجود بھی آپؐ نے حضرت ثمامہؓ کوغلہ بدستور بھیجنے کی ہدایت کی (3)۔

---

(1) رسول رحمت ریاض احمد سید ۔ انسٹی ٹیوٹ آف سیرت سٹڈیز اسلام آباد 1985

(2) صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ وحدیث ثمامہ بن اثال جلد دوم ص 627

(3) رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری جلد اول ص 213

باب ششم

مساوات اور باھمی رابطہ

85 – 91

مساوات اور باھمی رابطہ

ھر میدان میں رعایا کے اندر عدم مساوات سے نقصانات پیدا ھوتے ھیں - مگر افواج کے اندر عدم مساوات نہایت ھی نقصان دہ ھے - افواج اور رعایا کے دلوں کو موہ لینے والی چیز امیر (COMMANDER) اور ما تحتوں (UNDER COMMAND) کے درمیان موجود مساوات کا جذبہ ھے -

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہ کے اندر مساوات کا جذبہ ایسا کارفرما تھا کہ وہ اٹھتے بیٹھتے ھر حال میں یکجہتی کا نمونہ پیش کرتے - چنانچہ روایت ھے -

قال عمرو کان الناس اذا نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلا تفرقوا فی الشعاب والا ودیۃ فقال رسول اللہ ان تفرقکم فی ھذہ الشعاب والا ودیۃ انما من الشیطان فلم ینزل بعد ذلک منزلا الا انضم بعضھم الی بعض حتی یقال لو بسط علیھم لعمھم (1)

حضرت عمرو سے منقول ھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ قیام فرماتے تو لوگ پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں منتشر ھو جایا کرتے تھے پس رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا - کہ تمھارا ان دروں گھاٹیوں میں منتشر ھونا شیطان کی جانب سے ھے پس اس کے بعد جب جہاں بھی لوگوں نے

(1) سنن ابی داود کتاب الجھاد باب ما یؤمر من انضمام العسکر جلد اول ص 354

قیام کیا - ایسی اجتماعی صورت میں رہے کہ کہا جاتا تھا اگر کوئی کپڑا پھیلایا جائے تو وہ سب کو ڈھانپ لے گا - نبی کریم علیہ السلام نے اس مساوات کی علمی مثالیں امت کے لیے وضع کیں -

* مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران آپؐ صحابہ کرامؓ کے ساتھ کام میں برابر کے شریک رہے -

* غزوہ بدر کو جاتے وقت آپؐ کو سواری کے لیے جو اونٹ ملا اس میں حضرت علیؓ اور حضرت ابو لبابہؓ بھی شریک تھے - آپؐ کے آرام کی خاطر جب دونوں صحابہؓ نے اپنی باری بھی آپؐ کو دینی چاہی تو آپؐ نے انکار کرکے فرمایا - تم دونوں مجھ سے طاقتور نہیں ہو اور نہ میں اجر و ثواب کے شوق میں تم سے کم ہوں (1)

* ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے رہنے والوں کو کوئی خطرہ لاحق ہوا - لوگ پریشانی کے عالم میں گھروں سے نکلے - آپؐ سب سے آگے تھے حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے اور گلے میں تلوار حائل تھی - فرمانے لگے ڈرو مت کوئی خوف نہیں (2)

* غزوہ بدر سے واپسی پر بنو قینقاع کے شہر بدر کرنے کے بعد آپؐ نے مدینہ کی مکمل حفاظت کی غرض سے راتوں کو پہرے کا انتظام کیا - ان ایام میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

---

(1) مجمع الزوائد و منبع الفوائد للحافظ نور الدین علی بن ابی بکر الهیثمی

(2) صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الحمائل و تعلیق السیف با لعنق جلد اول ص 407

باری سے پہرہ دیتے - اس لیے جب ایک بار آپؐ پر نیند غالب تھی - تو آپؐ نے فرمایا کوئی تجربہ کار آدمی میری جگہ پہرہ دیے تو میں زرہ اتارکر سولوں - لہذا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنی خدمات پیش کیں - اس کے بعد آپؐ سو رہے (1)

* غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کھودتے وقت آپؐ نے صحابہ کرام کے ساتھ برابر کا کام کیا - حضرت برا بن عازبؓ آپؐ کی شمولیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں -

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینقل التراب یوم الخندق حتیٰ اغمر بطنہ (2)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق کے دن بنفس نفیس مٹی ڈھو رہے تھے حتیٰ کہ آپ کا پیٹ گرد و غبار سے چھپ گیا -

* اسی طرح ایک غزوہ پر جاتے ہوئے ایک مقام پر پڑاو ڈالا گیا اور کھانے پکانے کی تیاریاں شروع ہوئیں - سب صحابہ کرامؓ نے آپس میں کام بانٹ لیے - جب صحابہ کرامؓ کام میں مشغول ہوگیے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے کہیں نکل گیے - صحابہ کرامؓ آپؐ کے بارے میں پریشان ہوئے تھوڑی دیر بعد

---

(1) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحراسۃ فی الغزو فی سبیل اللہ عز وجل جلد اول ص 404

(2) صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ الخندق جلد دوم ص 588

اچانک آپؐ جنگل سے ایندھن اکھٹا کر کے آرہے تھے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کام ہم کرلیتے آپؐ نے کیوں تکلیف اٹھائی ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ ہاں ٹھیک ہے مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھوں خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں سے ممتاز بنتا ہے (1)

---

(1) "رسول رحمت" سیرت طیبہ پر مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات از غلام رسول مہر ص728

باہمی رابطہ

نبی کریم علیہ السلام کا معمول تھا کہ قومی مسائل میں صحابہ کرامؓ سے قرآنی آیت وَشاوِرھم فی الامرِ[1] کی روشنی میں مشورہ فرماتے۔ اس عمل سے ہر صحابیؓ کی بات آپؐ تک پہنچ جاتی۔ غزوہ بدر، احد، خندق اور غزوہ حدیبیہ میں آپؐ نے تمام صحابہ کرامؓ سے باقاعدہ مشاورت طلب کی۔ لہذا بدر میں مہاجرین اور انصار نے پڑاو ڈالنے کی جگہ لڑائی لڑنے اور قیدیوں کے بارے میں مشورے دیے (2)
احد میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے، خندق میں، حضرت سلمان فارسیؓ نے اور حدیبیہ میں حضرت ابو بکرؓ نے مشورے دیے۔ عام آدمی سے لے کر سرداران قوم تک کی رسائی آپؐ تک ہر وقت آسان تھی۔ یہاں تک کہ عورتوں کے مسائل آپؐ بذریعہ ازواج مطہرات معلوم کرتے * اور ان مسائل کا حل ازواج مطہرات کے واسطے خواتین تک پہنچاتے۔ ایسے مسائل کا علم حضرت عائشہؓ نے خوب پھیلایا۔ جن سے دو ہزار دو سو دس (2210) روایات مروی ہیں۔(3)

---

(1) القرآن 3 : 159

(2) سنن ترمذی ابواب الجہاد ما جاء فی المشورۃ جلد اول ص 301

* صحیح بخاری کتاب العلم باب الحیاء فی العلم جلد اول ص 24

(3) رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور جلد دوم ص 155

کسی ادارے کی بہتر کارکردگی کے لیے مخصوص انتظامی امور کا اطلاق ناگزیر ہوتا ہے - لیکن اس کے باوجود فوجی تنظیم میں اس بات کا نوٹس لینا بہت ضروری ہے کہ افواج کے افسران، سرداران صاحبان (OFFICERS/JUNIOR COMMISSIONED OFFICERS) عہدیداران (NON COMMISSIONED OFFICERS) اور جوان (OTHER RANKS) میں موجود کئی غیر ضروری اور نا مناسب امتیازات کو یکسر ختم کیا جائے - اس لیے کہ یہ تفریق ہزاروں میل سے آئے ہوئے ایک غیر مسلم سامراجی قوت نے وضع کیے تھے اور اس طبقاتی اونچ نیچ کے بل بوتے پر اس غیر قوم کا تحکمانہ پہلو برقرار رہا - ایک مسلم ملک کے افواج ہونے کے ناطے اور دین اسلام کے محافظ ہونے کے بعد ہمیں کھانے پینے ، رہن سہن ، علاج معالجے اور دیگر سہولیات میں موجود فرق کو مٹانا ہوگا - بلکہ عسکری شعبے کے ذمہ داروں کو "سید القوم خادمهم" کی روشنی میں مساویانہ سلوک اختیار کرنے کے بعد ہی امید کی جا سکے گی کہ فوج اپنے کمانداروں (COMMANDERS) پر اپنی جانیں نثار کرے گی - جیسے غزوہ احد میں مشرکین کے حملوں کے دوران صحابہ کرامؓ نے اپنے جسموں کو ڈھال بنا کر آپؐ پر برستے ہوئے تیروں ، نیزوں اور تلواروں کے حملوں کو روکے رکھا *

---

* غزوہ احد میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ہاتھ آپؐ کی دفاع کے نتیجہ میں تیروں سے شل ہوگیے تھے -

آپؐ کے جانشین خلفاء (خلفائے راشدین) نے بھی مساوات کی مثالیں قائم کیں ۔ ایک بڑی سلطنت کے حاکم ہونے کے باوجود بھی حضرت عمرؓ راتوں کو گشت کرتے تھے اور رعایا کے حالات سے اپنے آپ کو باخبر رکھتے ۔ شام کی طرف سفر کے دوران ایلہ کے قریب سواری غلام کے حوالے کی اور خود اس کے اونٹ پر سوار ہوگئے نیز مال غنیمت اور روزینے میں تمام خلفاء نے عام آدمی جتنا حصے پر قناعت کی اور اپنے آپ کو بالکل ممتاز نہ کیا ۔ چنانچہ ایک موقع پر فرمایا ۔

انما انا و مالکم کولی الیتیم (1)

مجھے تمہارے مال (بیت المال) میں اس قدر حق ہے جتنا یتیم کے مربی کو یتیم کے مال میں ۔

خود ہمارے پڑوسی غیر مسلم ملک چین (CHINA) کی آرمی میں بھی مساوات کی جھلک سامنے آئی ۔ چنانچہ شاہراہ قراقرم کو تعمیر کرتے وقت چینی افسروں اور سپاہ کے درمیان کوئی امتیاز نہیں رہا ۔ اور بلا تفریق ہر فرد نے برابری اور مساوات کے جذبہ سے اس پراجیکٹ میں کام کیا ۔

---

(1) کتاب الخراج بحوالہ الفاروق ، شبلی نعمانی ۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور ص192

باب ہفتم

ترغیب و ترہیب (مائیویشن)

92 - 109

ترغیب و ترہیب

عین میدان جنگ میں اقدام کے علاوہ اپنے آپ ، ساتھیوں اور ساز و سامان کا دفاع کرنا خاصا مشکل کام ہے - بلکہ مضبوط اعصاب مضبوط اعضاء اور مضبوط دل والوں کا کام ہے - گولیوں ، راکٹوں توپوں اور میزائلوں کی برستی ہوئی آگ کے ہوتے ہوئے اپنے فرائض سرانجام دینے کے لیے افراد کو زمانہ امن میں تیار کیا جاتا ہے - ان کی ایسی تربیت ضروری ہوتی ہے کہ وہ مشکل اوقات میں ثابت قدم رہیں - ایسے مواقع پر چٹان کی طرح مضبوطی سے قائم رہنے کے لیے تربیت کے ساتھ ساتھ عساکر کو مشکل اہداف سر کرنے کے لیے ترغیب و تربیت دی جاتی ہے تاکہ موت کا خوف ان کے نزدیک نہ پھٹکے -

صحابہ کرامؓ کے دلوں میں اسی جذبہ دفاع کو اجاگر کرنے کے لیے آپؐ نے قرآنی احکام اور اپنے ارشادات ان کے سامنے رکھے - قرآنی حکم "یا یہا النبی حرض المؤمنین علی القتال" (1) "اے نبی (صلی اللہ علیہ و سلم) مسلمانوں کو لڑائی کا شوق دلا" کی روشنی میں آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو شوق دلایا - اسی طرح

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون (2)

---

(1) القرآن 8 : 65

(2) القرآن 2 : 154

اور اللہ تعالی کی راہ میں قتل کیے جانے والوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کا ادراک نہیں رکھتے ۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ (1)

اور ان لوگوں کو مردہ مت کہو جو اللہ تعالی کی راہ میں قتل کیے گیے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے قریب میں وہ رزق پاتے ہیں ۔"

جیسے بشارتوں سے صحابہ کرامؓ کے اندر آپؐ نے دین اسلام کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ بیدار کیا ۔

ترغیب و تشویق سے متعلق آپؐ کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں ۔

رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا و ما علیھا (2)

اللہ کے راستہ میں ایک دن کا پہرہ دنیا و ما فیھا سے بہتر ہے ۔

عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات مرابطا فی سبیل اللہ اجری علیہ اجر عملہ الصالح الذی کان یعمل واجری علیہ رزقہ وامن من الفتن وبعثہ اللہ یوم القیامۃ امنا من الفزع (3)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ۔ جو اللہ کی

---

(1) القرآن 3 : 169-170

(2) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ جلد اول ص ۴۰۵

(3) سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد باب فضل الرباط فی سبیل اللہ جلد اول ص
جلد اول ص 203

راہ میں مورچہ بندی کرتے ہوئے مرجائے تو اس نے دنیا میں جو عمل کیا ہے اس کا ثواب اسے ہمیشہ ملتا رہے گا ۔ اور جنت میں اسے رزق دیا جائے گا فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن ہر خوف اور گھبراہٹ سے بچا رہے گا ۔

عن ابی قتادہ سمعہ یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قام فیھم فذکر لھم ان الجھاد فی سبیل اللہ والایمان باللہ افضل الاعمال فقام رجل فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أرایت ان قتلت فی سبیل اللہ تکفرعنی خطایای؟ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم ان قتلت فی سبیل اللہ وانت صابر محتسب مقبل غیر مدبر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف قلت؟ قال أرایت ان قتلت فی سبیل اللہ اتکفر عنی خطایای؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم و انت صابر محتسب مقبل غیر مدبر الا الدین فان جبریل علیہ السلام قال لی ذلک (1)

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کھڑے ہوئے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ جھاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ تمام اعمال سے افضل ہیں ۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا ۔ آپؐ فرمائیں اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ مجھ سے

(1) صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الدین جلد دوم ص 135

دور ہو جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اگر تو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے۔ اس حال میں کہ تو صبر کرنے والا ہو۔ ثواب طلب کرنے والا ہو۔ دشمن کی طرف چہرہ کرنے والا ہو۔ پیٹھ کرنے والا نہ ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا۔ آپؐ فرمائیں اگر میں اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ ہاں اس وقت کہ تو صبر کرنے والا ہو۔ دشمن کی طرف منہ کرنے والا ہو۔ پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو۔ مگر قرض معاف نہ ہوگا۔ جبریلؑ نے مجھے یہ بات کہی ہے۔

عن عمرو سمع جابراً یقول قال رجل این انا یا رسول اللہ ان قتلت قال فی الجنۃ فالقیٰ تمرات کن فی یدہ ثم قاتل حتی قتل (1)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کس جگہ ہوں گا اگر میں خدا کی راہ میں قتل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا جنت میں۔ یہ سن کر اس نے اپنے ہاتھ کی کھجوروں کو پھینک دیا۔ لڑائی لڑی حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ یاد رہے کہ آدمی نو مسلم تھا۔ ایمان لانے کے بعد اس نے کوئی نیکی ابھی تک نہیں کی تھی کہ جہاد پر چلے گیے۔

جنگ بدر کے موقع پر آپؐ نے فرمایا جب تک میں آگے نہ بڑھوں تم میں سے

---

(1) صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشھید جلد 2 ص 138

کوئی شخص کسی چیز کی طرف آگے نہ بڑھے ۔ جب مشرکین نزدیک آ گیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ۔

قوموا الی الجنة عرضها السموات والارض (1)

کھڑے ہو جاؤ اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے ۔

جنگ احد میں جب عام مبازرت شروع ہوئی تو آپؐ نے حملے کے دوران تلوار پکڑ کر اعلان فرمایا ۔

اخذ سیفا یوم احد فقال من یاخذ منی ہذا (2)

کوئی ہے جو آج اس تلوار کا حق ادا کرے کئی صحابہؓ آگے بڑھے مگر آپؐ تلوار تھامے رہے حتیٰ کہ اسے حضرت ابو دجانہؓ کے سپرد کر دیا ۔

جنگ احزاب کے دوران خندق کھودتے وقت صحابہ کرامؓ کی تشویق کے لیے آپؐ نے با واز بلند یہ اشعار فرمائے ۔

لولا انت ما اهتدینا - ولا تصدقنا ولا صلینا

اے اللہ اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم کیونکر نماز پڑھتے ۔ اور زکوۃ دیتے

فانزل السکینه علینا تو ہمیں تسلی اور اطمنان بخش

---

(1) صحیح مسلم کتاب الامارة باب ثبوت الجنة الشهید جلد دوم ص 138

(2) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابو دجانه سماک ابن خرشه جلد دوم ص 295

ان الا ولی قد بغوا علینا ۔

دشمن بلا وجہ ہم پر چڑھ آیا ہے ۔

اللھم لا عیش الا عیش الا خرۃ ۔ فاغفر الانصار والمھاجر (1)

نہیں خوشی مگر آخرت کی خوشی ۔ اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما ۔

بنو قریظہ پر فتح کے بعد کافی مال غنیمت ہاتھ آیا ۔ آپؐ نے تقسیم کے وقت پیدل کو ایک اور سوار کو تین حصے عطا فرمائے ۔ تاکہ مسلمانوں کو گھوڑے پالنے کا شوق پیدا ہو ۔ یاد رہے کہ اس زمانے میں میدان جنگ کا سب سے موثر ہتھیار گھوڑا تھا ۔ بلکہ انیسویں صدی تک رسالہ ٹینکوں کی بجائے گھوڑوں پر مشتمل تھا ۔ اس موثر ہتھیار کے استعمال اور پالنے سے متعلق آپؐ کے ارشادات ملاحظہ ہوں ۔

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل للفرس سھمین ولصاحبہ سھماً (2)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے دو حصے گھوڑے کو اور ایک حصہ مرد کو دیا ۔

---

(1) صحیح مسلم کتاب الجھاد والسیر باب غزوۃ الاحزاب

(2) صحیح بخاری کتاب الجھاد باب سھام الفرس جلد اول ص 400

عن ابی سعید ن الخدری ان رجلاً اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ای الناس افضل قال من یجاھد بنفسہ و مالہ فی سبیل اللہ قال ثم من یا رسول اللہ قال ثم مؤمن فی شعب من الشعاب یتقی اللہ و یدع الناس من شرہ (1)

حضرت سعید الخدریؓ کہتے ہیں ۔ کہ ایک آدمی رسول اللہ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول کون سے لوگ افضل ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا جو اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے ۔ آدمی نے کہا اس کے بعد کون فرمایا کہ مومن جو گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں ہو ۔ اللہ سے ڈرتا ہو اور لوگوں کو اپنی شر سے بچاتا ہو ۔

عین میدان جنگ میں آپؐ سپاہ کو ترغیب دینے میں تامل نہ فرماتے بلکہ اگر کہیں کمزوری نظر آتی توفوراً اس کا مداوا کرتے ۔ جنگ حنین میں جب اہل طائف نے گھات لگا کر آپؐ کے لشکر پر تیر برسائے تو مسلمانوں کے پاوں اکھڑ گیے اور بڑے بڑے بہادروں نے ہٹنا شروع کیا ۔ آپؐ نے ایسے پر خطر حالات میں با واز بلند صحابہ کرامؓ کو لڑنے کی ترغیب دی ۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا ۔

انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب (2)

---

(1) سنن نسائی، کتاب الجھاد باب فضل من یجاھد فی سبیل اللہ بنفسہ و مالہ قدیمی کتب خانہ جلد دوم ص 54

(2) صحیح مسلم کتاب الجھاد و السیر باب غزوہ حنین جلد دوم ص 100

میں سچا نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں ۔ آپؐ کے جوش دلانے اور ترغیب سے مسلمان دوبارہ واپس ہوئے ۔ جذبات میں آکر کئی نے گھوڑوں سے اتر کر دست بدست لڑائی لڑی ۔ اور دشمن کو بھاگنے پر مجبور کیا ۔

صحابہ کرامؓ کو جنگی تیاریوں کی ترغیب دلانے کے لیے آپؐ مقابلوں کا اہتمام کرتے ۔ اور ایسے مقابلوں کو خود ملاحظہ فرماتے ۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے ۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا سبق الا فی نصل او خف او حافر (1)

شرط جائز نہیں مگر تیر میں یا اونٹ میں یا گھوڑے میں ۔

مدینہ منورہ کے شمالی دروازے میں مسجد سبق کے نام سے مسجد مشہور ہے ۔ اس نسبت کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ یہاں کھڑے ہو کر یہ مقابلے دیکھ کر پوزیشنیں واضح فرماتے ۔

مسلمان لشکر کے اندر جوش و جذبہ ابھارنے کے لیے آپؐ لڑائی کے دوران اللہ اکبر کہنے کا حکم دیتے ۔ اسی طرح حج اور عمرے سے واپسی پر بھی آپؐ تکبیر کہتے جنگ بدر ، احد ، خندق ، خیبر اور جنگ حنین میں مسلمان وار کے ساتھ ہی بلند آواز سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ۔ جس سے آس پاس کی وادی میں آواز گونج

(1) ترمذی ابواب الجہاد باب ما جاء فی الرہان جلد اول ص 299

اٹھتی (1)

خطبات نبوی

آپؐ کی بعثت کا مقصد انسانوں کی اصلاح تھا۔ اس فریضہ کی ادائیگی میں آپؐ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ دن رات اسی فکر میں گزر جاتے کہ امت راہ راست پر آئے۔ بدیں وجہ آپؐ کا ہر فرمان مبنی بر اصلاح تھا۔ مگر کئی مواقع پر کسی فعل کی انجام دہی کے لیے آپؐ مخصوص انداز میں صحابہ کرامؓ کو ترغیب دیتے۔ ان مخصوص امور میں جہاد کے موقع پر جہاد کی تیاری اور جہاد میں مردانگی دکھانا بھی شامل ہوتا تھا۔ چنانچہ آپؐ ہر غزوہ یا سریہ کے موقع پر مسلمانوں سے خصوصی خطاب فرماتے اور انہیں جہاد کی ترغیب دلا کر فکری طور پر انہیں تیار کرتے۔ جیسا کہ آپؐ نے مندرجہ ذیل مواقع پر اپنے عساکر کو خطاب فرمایا۔

غزوہ بدر کے موقع پر جہاد فی سبیل اللہ کے بلند مقام اور اس کی فضیلت پر اپنے لشکر کو خطاب فرمایا (2)

اس وعظ میں آپؐ نے جہاد کا فلسفہ بیان کیا۔ شہداء کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

---

(1) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التکبیر عند الحرب جلد اول ص420

(2) القرآن 61 : 12 — 11

کہ وہ جنت کے وارث ھیں - صدق و صبر کا بطور خاص ذکر کیا - جو مقصد میں کامیابی اور سرفرازی کے لیے ضروری ھیں - اسی ترغیب کی تائید غزوہ بدر کے بعد انھی الفاظ میں ھوئی -

یا یھا النبی حرض المؤمنین علی القتال (1)

اے نبی مومنین کو جھاد کی ترغیب دیجیے -

غزوہ بدر کے موقع پر آپؐ کا خطبہ ملاحظہ ھو (2)

لوگو! میں تمیں اسی چیز کی طرف رغبت دلاتا ھوں جس کی رغبت خود اللہ عزوجل نے دلائی - اسی طرح میں تمیں انھی چیزوں سے روکتا ھوں جن سے اللہ عزوجل نے تمیں روکا ھے - وہ جلال وہ بلندی والا عظیم الشان خدا حق باتوں ھی کا حکم دیتا ھے - وہ سچائی کو پسند کرتا ھے - بھلائیاں کرنے والوں کو وہ اپنے پاس بڑے مرتبے عطا فرماتا ھے - اسی لیے اسی کا ذکر کیا جاتا ھے - اور اسی طرح انھیں فضیلتیں ملتی ھیں - سنو خدا کی منزلوں میں سے ایک منزل پر آج تمھارے قدم آ پھنچے ھیں - یھاں صرف وھی کام مقبول ھوگا جو اللہ تعالی کی رضا جوئی کے ارادے سے کیا جائے گا - جنگ کے موقع پر صبر ھی وہ چیز ھے

---

(1) القرآن 8 : 65

(2) خطبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از محمد میاں صدیقی اسلامک بک فاونڈیشن 1987 ص 90 - 91

جس کے ذریعے اللہ تعالی رنج وغم کو دور کردیتا ہے اوران سے نجات دیتا ہے ۔ ساتھ ہی آخرت کی نجات بھی میسر ہوجاتی ہے ۔ تم میں خدا کا پیغمبر موجود ہے جو تمیں ڈراتا بھی ہے اور حکم بھی دیتا ہے ۔ (امر و نہی کرتا ہے) دیکھو آج ایسی غلطی نہ کر بیھٹنا جس سے اللہ تعالی تم سے نا خوش ہوجائے ۔ فرمان خدا ہے کہ اللہ تعالی کی نا راضگی کا وبال اس سے بھی زیادہ ہے ۔ جو تمہاری آپس کی نا راضگی کا ہوسکتا ہے ۔ اللہ تعالی کے احکام جو اپنی کتاب میں دے چکا ہے ۔ اور جو نشانیاں تمہیں دکھلا چکا ہے ذلت کے بعد اس نے جو عزت تمہیں عطا فرمائی ہے اس کو پیش نظر رکھو ۔ پس تم احکام خدا پر صبر و عزم کے ساتھ جم جاو ۔ رب العالمین تم سے راضی ہوجائے گا ۔ اللہ تعالی سے اس جہاد کے موقع پر ایسی دعا کرو کہ جنت و مغفرت کا وعدہ جو اس نے تمہارے ساتھ کررکھا ہے پورا ہوجائے ۔ بے شک وعدہ خدا وندی اٹل ہے ۔ بے شک کلام خدا سچا ہے ۔ بے شک اس کے عزاب بڑے ڈراؤنے اور نہایت سخت ہیں ۔ خود میں بھی اور تم سب اسی حیئی و قیوم زندہ و قائم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں ۔ جس کی طرف ہم پناہ کے لیے جھکتے ہیں اور جس کا ہم سہارا لیتے ہیں ۔ اسی پر ہم توکل کرتے ہیں اور اسی کی

طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے ۔ اللہ ہماری اور جملہ مسلمانوں کی مغفرت فرمائیے ۔

احد کے میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اسلامی لشکر کو اس انداز سے ترغیب دی کہ ان میں ثابت قدمی اور برداشت کا جذبہ مزید مستحکم ہوا ۔ آپؐ نے فرمایا ۔

لوگو ! میں تمہیں وہی وصیت کرتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں اطاعت و فرمانبرداری اور حرام چیزوں سے بچنے کی کی ہے ۔ آج تم اجر اور ثواب کے مقام پر کھڑے ہو جس شخص نے اپنے کو ذکر (قرآن حکیم) پر قائم کر لیا اور پھر اپنے نفس کو صبر ، یقین جہد مسلسل اور شرح صدر پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہوا وہ حقیقی فوز وفلاح تک پہنچا ۔ دشمن سے جہاد کرنا مشکل کام ہے ۔ کم لوگ ہیں جو اس صبر آزما مرحلے میں ثابت قدم رہتے ہیں ۔ ان لوگوں کے لیے مشکل کام نہیں جو حصول ہدایت کا پختہ عزم رکھتے ہوں ۔ اللہ تعالی اس کا معین و مددگار ہوتا ہے جو اس کی فرمانبرداری کرتا ہے ۔ اور شیطان اس کا دوست اور خیرخواہ ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی نافرمانی کرتا ہے ۔ جہاد کی ابتدا صبر ، تحمل اور برداشت سے کرو ۔ اللہ تعالی نے تمہارے نیک اعمال پر جس اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے ۔ ہر وقت اس کی جستجو

میں لگے رہو - میں تمہیں جس بات کا حکم دوں اس کی تعمیل کرو کیونکہ میں تمہاری کامیابی کا سب سے زیادہ خواہش مند ہوں - یاد رکھو ! باہمی اختلاف ، جھگڑا اور فساد ضعف و کمزوری کی علامات ہیں - اللہ تعالی اختلاف و انتشار کو پسند نہیں کرتا اور جو لوگ (اتفاق و اتحاد کو چھوڑ کر) اختلاف اور جھگڑے میں پڑ جاتے ہیں وہ اللہ کی مدد اور حمایت سے محروم ہو جاتے ہیں۔* لوگو ! میرے قلب میں یہ بات القا کی گئی ہے کہ جو محض اللہ کے ڈر سے حرام چیزوں سے بچا اللہ تعالی اس کی کوتاہیاں اور لغزشیں معاف کرتا ہے جس شخص نے بھی نیک عمل کیا اس کا ثواب دنیا یا آخرت میں ضرور ملتا ہے -

میں نے تمہیں وہ تمام باتیں بتا دیں جو تمہیں اللہ کا مقرب بنا دیں - اور وہ باتیں بھی بتا دیں جو آگ کی طرف لے جاتی ہیں - مجھے اللہ تعالی کی طرف سے خبر دی گئی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک مقرر رزق حاصل نہیں کر لیتا اور وہ رزق کم نہیں ہوتا خواہ اس وقت تک پہنچنے میں دیر ہی کیوں نہ کرے - پس ہر آن اللہ تعالی سے ڈرتے رہو اور حلال ذریعہ سے رزق تلاش کرتے رہو -

---

* او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض (القرآن 6 : 65)

رزق کی کمی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم اس کے حصول میں اللہ تعالی کی نافرمانی تک سے گریز کرو۔

عام طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر اسلام کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو امیر جیش کو تقوی اور حسن سلوک کی تاکید فرماتے پھر تمام فوج کو خطاب عام فرماتے اور اسلامی اصول جنگ کی تلقین کرتے۔ ذیل میں اسی نوعیت کا ایک حکم درج کیا جاتا ہے۔

عن سلیمان بن بریدۃ عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امر امیراً علی جیش او سریۃ اوصاہ فی خاصتہ بتقوی اللہ عز وجل و من معہ من المسلمین خیراً ثم قال اغزوا بسم اللہ فی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ اغزوا فلا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیداً واذا لقیت عدوک من المشرکین فادعھم الی ثلث خصال او خلال فایتھن ما اجابوک فاقبل منھم وکف عنھم ثم ادعھم الی الاسلام فان اجابوک فاقبل منھم وکف عنھم ثم ادعھم الی التحول من دارھم الی دار المھاجرین واخبرھم انھم فعلوا ذلک فلھم ما للمھاجرین و علیھم ما علی المھاجرین یکونون کاعراب المسلمین یجری علیھم حکم اللہ الذی یجری علی المؤمنین ولا یکون لھم فی الغنیمۃ والفئی شئی الا ان یجاھدوا مع المسلمین فان ھم ابوا فسلھم الجزیہ فان ھم اجابوک فاقبل منھم وکف عنھم فان ھم ابوا فاستعن باللہ وقاتلھم واذا حاصرت اھل حصن فارادوک

ان تجعل لهم ذمة الله وذمة نبيه صلى الله عليه وسلم فلا تجعل لهم ذمة الله ولا ذمة نبيه ولكن اجعل لهم ذمتك وذمة اصحابك فانكم ان تخفروا ذممكم وذمم اصحابكم اهون من ان تخفروا ذمة الله وذمة رسوله واذا حاصرت اهل حصن فارادوك ان تنزلهم على حكم الله فلا تنزلهم على حكم الله ولكن انزلهم على حكمك فانك لا تدرى اتصيب حكم الله فيهم ام لا (1)

حضرت سلیمان بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔جب کسی کو لشکر کا سپہ سالار روانہ کرتے تو اسے خصوصی طور پر تقوٰی کی تلقین کرتے اور ساتھ والے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کی تلقین کرتے پھر فرماتے اللہ کا نام لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑو ۔ اور کافروں سے گھسان کی جنگ لڑو ۔ لڑو مگر دھوکہ نہ دینا ۔ حد سے نہ بڑھنا ۔ اعضاء کو جدا نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا اور جب تمہاری مشرکوں سے مڈ بھیڑ ہو تو ان کے سامنے تین باتیں رکھنا اگر وہ ان میں سے ایک بات بھی مان جائیں تو پھر ان سے جنگ نہ کرنا ۔ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ قبول کرلیں تو ان سے ہاتھ روک لو ۔ اور ان سے کہو کہ وہ اپنا شہر چھوڑ کر مہاجرین کے شہر چلے جائیں اور ان کو بتا دینا کہ اگر وہ ہجرت کریں گے تو ان کے ساتھ

(1) صحیح مسلم کتاب الجھاد والسیر باب تامیر الامام والامراء علی البعوث ووصیتہ ایاھم باداب الغزوا وغیرھا
جلد دوم ص 82

مہاجرین جیسا سلوک کیا جائے گا - اور اگر وہ اس پر تیار نہ ہوں تو ان کو بتا دو کہ وہ بدوی مسلمانوں کی طرح سمجھے جائیں گے اور جس طرح مسلمانوں پر اللہ تعالی کے احکام جاری ہوں گے اسی طرح ان پر بھی ہوں گے - لیکن مال غنیمت میں وہ اسی وقت حصہ لے سکیں گے جب وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شرکت کریں اور اگر وہ اسلام لانے سے انکار کردیں تو ان سے جزیہ طلب کرو اگر وہ جزیہ دینے پر تیار ہوں تو ان سے ہاتھ روک لو ورنہ اللہ تعالی پر توکل کرکے ان پر حملہ کر دو اور اگر کسی قلعہ کا تم محاصرہ کرلو اور وہ لوگ اللہ یا اس کے رسول کی ذمہ داری پر پناہ مانگیں تو اس بات پر تم ان کو ہرگز امان نہ دینا - بلکہ اپنے اپنے باپ دادا اور دوستوں کی ذمہ داری پر پناہ دینا کیونکہ ہوسکتا ہے - کہ عہد شکنی ہوجائے تو ابا واجداد اور دوستوں کی عہد شکنی اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ توڑ دینے سے سہل ہے - اور اسی طرح تم کسی قلعہ کو محصور کرلو - اور وہاں کے لوگ حکم الٰہی کی شرط پر صلح کرنا چاہیں تو راضی نہ ہو بلکہ اپنی شرط پر انہیں امان دینا - کیونکہ معلوم نہیں تو ان کے متعلق خدائی فیصلہ معلوم کر بھی سکو گے یا نہیں -

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات جہاد کے لیے اختیار کیے گیے ترغیب و تشویق کی روشنی میں ما حاصل محدود وسائل کو پیش نظر

رکھتے ہوئے حکومتی سطح پر ایسا انتظام وانصرام ہونا چاہیے کہ مستقل فوج کے علاوہ عوام الناس پر بھی ملکی دفاع کی اہمیت واضح ہوجائے۔ سرکاری عہدیداران ، ریٹائرڈ افسران ، خطباءکرام اور علماءقوم کو جمعوں ، عیدین ، دیگر موقعوں نیز ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خطاب کے دوران اس اہم پہلو پر روشنی ڈالیں ۔ اسی طرح اس عنوان پر تفصیلی گفتگو ، سمینار ، تقاریر اور ورکشاپوں کے دوران قوم کو دفاعی امور میں غفلت اور سستی برتنے سے باز رکھیں ۔

ترغیب وترہیب دینے والوں کے لیے ضروری ہے کہ ان کی زندگی مثالی ہو ۔ ہر وہ فعل جس کی وہ قوم کو ترغیب دیتے ہوں اپنی نجی زندگی میں اس پر کاربند ہوں ۔ غزوات میں خود اگلی صفوں میں رہنا ، غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کے دوران عام صحابہ کرام ؓ کی طرح اپنے لیے حصہ مقرر کرنا (1) دیگر صحابہ کرام کی طرح بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنا ایسی مثالیں ہیں جن کی وجہ سے آج چودہ سو (1400) سال بعد بھی بریگیڈیر طارق محمود جیسے سپوت قوم کو میسر ہیں *

---

(1) صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ الاحزاب جلد دوم ص 107

* آپ سپشل سروسز گروپ (SSG) کے کمانڈر تھے ۔ اس عہدے پر فائز ہونے کے باوجود سپاہ کے سامنے پیراشوٹ سے اکثر جمپ لگاتے تھے ۔ لہذا 29 مئی 89 کو گوجرانوالہ چھاؤنی میں 10 ہزار فٹ سے

اور نقطہ انجماد سے منفی چالیس ڈگری درجہ حرارت کے حامل برف پوش گلیشیرز پر پاک فوج کے نوجوان آفیسرز رضاکارانہ (VOLUNTEERILY) طور پر جاتے ہیں اور اکثر کیپٹن محمد اقبال خان ہلال جراتؒ * اور کیپٹن محمد اکمل خان تمغہ بسالت * جیسے لگن اور سیرت کے ساتھ جان کا نذرانہ پیش کر کے اعلی روایات قائم کرتے ہیں -

---

فری فال جمپ کے مظاہرے میں شہادت حاصل کی - تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہفت روزہ ہلال راولپنڈی جلد 26 شمارہ 24 ستمبر 89

* 24 ستمبر 1987 کو سیاہ چین کے مقام پر ایک خاص مہم پر جانے سے قبل اپنی ذاتی ڈائری میں شہادت کے شوق سے متعلق مرحوم نے جو تاثرات لکھے ہیں اہل وطن اس پر بجا فخر کر سکتے ہیں - مزید تفصیل ہفت روزہ ہلال جلد 26 شمارہ 29 اکتوبر 1989 اور آرمی سروس کور کی کتاب میں دیکھا جائے -

* مرحوم اپریل 1986 میں سیاہ چین کے مقام پر زخمی ہو کر جانبر نہ ہو سکے - بہاولپور چھاونی میں راقم الحروف کے ساتھ ایک کمرے میں رہے - بلند سیرت کے مالک تھے - تفصیلی حالات ہفت روزہ ہلال جلد 26 شمارہ 29 اکتوبر 1989 اور آرمی سروس کور کی کتاب میں موجود ہیں -

باب ہشتم

لازمی فوجی تربیّت

110 - 122

لازمی فوجی تربیت

دور جدید میں جنگیں صرف میدان کارزار تک محدود نہیں رہتیں۔ بلکہ ملک کا ہر کونہ ، دفتر ، دکان فیکٹری اور گھر میدان جنگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ایسے حالات میں جنگ کی تباہ کاریوں سے بچنا صرف مستقل فوج کے ذمہ ڈالنا درست نہیں۔ بلکہ ہر فرد کو مقدور بھر ملک کے چپے چپے کے دفاع میں شریک کرنا ضروری ہے۔ بیسویں (20) صدی کے اس ایٹمی دور میں صرف اگلے مورچے (FRONT LINES) محاذ نہیں رہے بلکہ اگلے محاذ سے زیادہ نازک اور ضروری محاذ * تباہ کن اور دور مار (LONG RANGE) ہتھیاروں کی وجہ سے کھل گیے۔ اسی لیے شہری دفاع ، طبی سہولتوں کی فراہمی ، اسلحہ سازی کے شعبوں میں اضافہ ، حکومت کے املاک (STATE PROPERTY) کی حفاظت ، حکومتی اداروں سے تعاون ضروریات زندگی کی فراہمی اور دشمن کے پروپیگنڈے کا

---

* بڑے بڑے شہر ، کارخانے ، پل ، ذخائر اور دیگر اہم تنصیبات اس میں شامل ہیں۔

موثر جواب اور مداوا وغیرہ تمام جنگ کے محاذ ہیں ۔

ان حالات کے پیش نظر ہر مسلم نوجوان کو فوجی تربیت دینا ضروری ہے ۔ نبی کریم علیہ السلام کی مندرجہ ذیل احادیث کی روشنی میں یہ ذمہ داری بلا امتیاز ہر مسلمان پر ہمیشہ کے لیے عائد ہوتی ہے ۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ھجرۃ بعد الفتح و لکن جھاد ونیتہ و ان استنفرتم فانفروا (1)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں مگر جہاد اور نیت باقی ہیں ۔ اور جب تمہیں نکلنے کا حکم ملے پس نکل جاؤ ۔

جنگی ہتھیاروں کی تربیت سے متعلق آپؐ نے نہایت تاکید فرمائی اس ضمن میں آپؐ کے احادیث ملاحظہ ہوں ۔

* عن یزید بن ابی عبید قال سمعت سلمۃ بن الاکوعؓ قال مر النبی صلی اللہ علیہ و سلم علی نفر من اسلم ینتضلون فقال النبی صلی اللہ علیہ و سلم ارموا ، بنی اسمعیل ! فان اباکم کان رامیا ارموا و انا مع بنی فلان قال فامسک احد الفریقین با یدیھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ما لکم لا ترمون قالو کیف نرمی و انت

---

(1) صحیح بخاری کتاب الجھاد باب فضل الجھاد والسیر جلد اول ص 390

موہم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارموا وانا معکم کلکم (1)

سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام قبیلہ اسلم کے چند لوگوں کے پاس سے گزرے وہ تیر اندازی کر رہے تھے آپؐ نے فرمایا - اے بنو اسمعیلؑ: تیر اندازی کرو تمہارے باپ اسمعیل تیر انداز تھے اور میں اس گروہ کے ساتھ ہوں یہ سن کر دوسرے گروہ نے تیر اندازی کی مشق روک لی - آپؐ نے فرمایا تیر اندازی کیوں نہیں کرتے انہوں نے غرض کیا آپؐ تو دوسرے گروہ میں شامل ہو گیے - آپؐ نے فرمایا اچھا میں دونوں فریق کے ساتھ ہوں لیکن تیر اندازی جاری رکھو -

* عن ابی ہریرۃؓ قال بینا الجشتہ یلعبون عند النبیؐ بحرابہم دخل عمر فا ھوٰی الی الحصٰی فحصبہم بہا فقال دعہم یا عمر (2)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جشی لوگ نبی کریم علیہ السلام کے سامنے برچھے سے کھیل رہے تھے اتنے میں حضرت عمرؓ آئے اور کنکریاں اٹھانے کے لیے جھکے اور ان پر کنکر مارے آپؐ نے فرمایا اے عمر انہیں کھیلنے دے -

---

(1) صحیح بخاری کتاب الجھاد باب التحریض علی الرمٰی جلد اول ص 406

(2) ـــــ ایضاً ـــ باب اللھو بحراب و نحوھا جلد اول ص 406

عہد نبویؐ اور لازمی فوجی تربیت

بحیثیت سپہ سالار آپؐ نے اپنے عہد مبارک میں ہر ہر صحابی کو مجاہد فی سبیل اللہ بنا دیا تھا ۔ آپؐ نے باقاعدہ فوج اور اس کی باقاعدہ تنظیم جیسے آج کل افواج کی ہے نہیں بنائی ۔ اس لیے کہ بوقت ضرورت ہر مسلمان رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کرتا ۔ اپنے لیے ہتھیار اور سواری کا انتظام کرتا ۔ اپنا راشن ساتھ لے جاتا اور لشکر اسلام میں شامل ہوکر دشمن کے خلاف لڑتا ۔ جب ضرورت پڑتی تو خروج فی سبیل اللہ اتنا منظم ہوتا کہ نفیر کے اعلان پر تمام لڑاکا مسلمانوں کے نام لکھوائے جاتے یہاں تک کہ ننھے ننھے بچے بھی اپنا نام پیش کرتے ۔ غزوہ احد (3 ہجری) کے موقع پر کمسن نوجوان نے عجیب و غریب جوش دکھایا ۔ رافع بن خدیجؓ اپنے آپ کو بلند قامت ظاہر کرنے کے لیے پاوں کے بل کھڑے ہوئے تو انہیں اجازت مل گئی ۔ اجازت ملنے پر دوسرے کمسن صحابہ کرامؓ کو رشک ہوا ۔ ان میں سے حضرت سمرۃؓ بن جندبؓ نے حضرت رافعؓ سے مقابلہ کی درخواست کی ۔ نبی کریم علیہ السلام نے قبول فرما کر دونوں سے کشتی لڑائی ۔ کشتی کے دوران حضرت سمرۃؓ نے حضرت رافعؓ کو گرا دیا ۔

اور یوں دونوں ننھے اور کمسن صحابہ کو غزوہ احد میں شرکت کی اجازت مل گئی (1)

لشکر کی روانگی کا کام اتنا منظم ہوتا کہ صحابہ کرامؓ کے نام رجسٹر میں درج کیے جاتے یہ رجسٹرڈ صحابہ کرامؓ اس فریضے کی تکمیل کے سلسلے میں اتنے پابند ہوتے کہ کسی ضروری تقاضے کی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت طلب کرتے ۔ رخصت مانگنے کے سلسلے میں اور ملکی دفاع میں عدم شمولیت پر سرزنش کے بارے میں واقعات ملاحظہ ہوں

* عن ابن عباس انه سمع النبی صلی اللہ علیه وسلم لا یخلون رجل با مراۃ ولا تسافرن امراۃ الا و معها محرم فقام رجل فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اکتبت فی غزوۃ کذا و کذا و خرجت امراتی حاجته قال اذهب فحجج مع امراتک (2)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ۔ کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی نہ کرے نہ کوئی عورت بغیر اپنے محرم رشتہ دار کے سفر کرے

---

(1) سیرت النبی ابن ہشام مترجم اردو جلد دوم ص 47

(2) بخاری کتاب الجهاد باب من اکتبت فی جیش فخرجت امراته حاجة او کان له عذر هل یوذن له جلد اول ص 421

یہ سن کر کوئی شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم میرا نام فلاں فلاں غزوہ کے لیے لکھا گیا ہے - لیکن میری بیوی حج کو جا رہی ہے - آپؐ نے فرمایا لوٹ جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر -

* غزوہ تبوک (رجب 9 ھجری) کے موقع پر جو تین اولوالعزم صحابہ کرامؓ (حضرت ہلال بن امیہ ، حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت کعب بن مالک) پیچھے رہ گیے تھے - ان کے ساتھ آپؐ نے پچاس (50) دن تک سوشل بائیکاٹ کیا * یاد رہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر بوجوہ سخت گرمی ، دور دراز کے سفر اور پکے ہوئے تیار فصل سنبھالنے کے وقت صرف یہ تین صحابہ کرامؓ کچھ سستی کی وجہ سے رہ گیے تھے - آپؐ نے واپسی سے قبل تبوک کے مقام پر معائنے کے دوران باز پرس کی امام بخاریؒ نے حضرت کعب بن مالکؓ کے واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے - جس میں "ما فعل کعب" (1) کعب کو کیا ہوا -

---

* یہ تینوں صحابہ غیر ارادی طور پر پیچھے رہ گیے تھے اسی سے ہنگامی حالات میں دانستہ طور پر رہ جانے والے مسلمانوں کے سزا کا اندازہ کیا جا سکتا ہے -

(1) صحیح بخاری کتاب المغازی حدیث کعب بن مالک جلد دوم ص 634

کے الفاظ مروی ہیں -

* جنگ یمامہ (11 ھجری) میں شہداء کی زیادہ تعداد حفاظ اور قراء کی تھی جس سے پتہ لگتا ہے کہ حفظ قرآن کی مشغولیت بھی کسی کو فوجی خدمت سے مستثنیٰ نہیں کر سکتی اور نہ اسلام میں درس وتدریس کا کام فوجی خدمات سے استثنیٰ کا باعث بن سکتا ہے -

جیسے روایت میں ہے -

عن ابن عمر عن النبیؐ و قد سافر النبیؐ و اصحابہ فی ارض العدو و ہم یعلمون القرآن (1)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ نے دشمن کے مما لک میں سفر کیا اور قرآن کی تعلیم دیتے تھے

قرآن پاک کی آیت " لیس علی الضعفاء و لا علی المرضیٰ ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ و رسولہ" (2)

ضعیف اور بیمار لوگ اور وہ لوگ جو شرکت جہاد کے لیے راہ نہیں پاتے اگر پیچھے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں - جب کہ وہ خلوص دل کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے وفادار ہوں -

---

(1) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کراھیۃ السفر بالمصاحف الی الارض العدو جلد اول

(2) القرآن 9 : 91

قرآنی آیت کی روشنی میں صرف کمزور ، بیماروں اور تنگ دستوں کو آپؐ نے رخصت دے رکھی تھی - بشرطیکہ وہ اللہ اور رسول کے تابع رہیں - اللہ تعالی اور رسول کی وفاداری کی شرط سے معذوروں کو بھی عارضی طور پر مستثنیٰ کر دیا گیا - اور عذر کے دوران بھی انہیں گویا گھر میں محاذ (FRONT) پر کام کرنے کی تلقین کی گئی (1)

آپؐ کی یہ سنت خلفائے راشدین کے عہد (11 تا 40 ہجری) میں بدستور قائم رہی - اسی لازمی فوجی خدمت کے عوض وہ وظیفہ دیتے* - نبی کریم علیہ السلام اور خلفائے راشدین کے دور میں ذمی (غیر مسلم رعایا) فوجی خدمت سے مستثنیٰ رہے - اسی لیے کہ دشمن سے ملک کا دفاع کرانا تنہا مسلمانوں کے فرائض میں داخل ہے - کسی ریاست کی حفاظت کے لیے وہی لوگ لڑ سکتے ہیں جو اسی ریاست کے جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی دفاع اور بقا کو اپنے اوپر عائد کردہ فریضہ سمجھتے ہوں- اس لیے کہ آپؐ نے مخالفین کے خلاف اجماعی جنگیں لڑیں - ان کے ساتھ صرف

(1) تلخیص از تفہیم القرآن جلد دوم

* حضرت عمرؓ ہر کارکنانِ بدر کے لیے پانچ پانچ ہزار اور ان کی اولاد کے لیے دو دو ہزار سالانہ مقرر کیے (فتوح البلدان حصہ دوم ص 61)

مادی ساز و سامان کے بل بوتے پر جنگیں نہیں لڑیں بلکہ نظریاتی اور اعصابی جنگیں بھی لڑیں - جس کے لیے رائے عامہ (PUBLIC OPINION) کو بھی ہموار کیا گیا -

پنجہ آزمائی سے قبل دشمن کے سامنے تین شرائط رکھی جاتیں - اگر پہلی دو شرطیں (دین اسلام کی قبولیت اور جزیہ کی ادائیگی) سے معاملہ طے ہو جاتا تو آپؐ تیسرے اور آخری شرط (مسلح تصادم) سے ہاتھ روک لیتے (1)

جنگ عظیم دوم (1938 تا 1945) کے دوران مخالفین نے اجماعی جنگیں لڑیں - فریقین نے عقلی ، ادبی اور مادی قوتیں تمام کی تمام جنگ میں لگا دیں - جب کہ نبی کریم علیہ السلام نے دنیا کی تاریخ میں پہلی دفعہ اجماعی جنگیں لڑیں جسے نظریاتی جنگوں کا نام دیا جاتا ہے -

ان واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ ہر مسلمان ہنگامی حالت میں خدمات پیش کرنے کا پابند تھا - ملکی دفاع میں لازمی شرکت کا بھی تقاضا آج ہر پاکستانی کے لیے قائم ہے -

---

(1) سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب وصیۃ الامام ص210

دور جدید میں دفاعی ساز وسامان کی تیاری اور خریداری کا انحصار ملک کی معیشت پر ہے۔ ملکی دفاع پر اٹھنے والے اخراجات کے متحمل صرف وہی ممالک ہو سکتے ہیں جو معاشی اعتبار سے نہایت مستحکم ہوں۔ ترقی پذیر ممالک کے بجٹ کا زیادہ حصہ دفاع پر خرچ ہوتا ہے - ماہرین معاشیات کے مطابق مستقل فوج کا رکھنا دو اعتبار سے ملکی معیشت پر بوجھ بنتا ہے ایک طرف تو فوج بذات خود ایک غیر پیداواری (NONE PRODUCTIVE) شعبہ ہے - تو دوسری طرف جسمانی طور پر اہل نوجوانوں کی اکثریت دیگر پیداواری شعبوں کی بجائے اسی غیر پیداواری شعبے میں بھرتی ہو جاتی ہے اور یوں ملکی معیشت کا استحکام مشکل ہو جاتا ہے - (یہاں پر مستقل فوج کی نفی ہرگز مراد نہیں بلکہ لازمی فوجی تربیت کے فوائد کے ضمن میں ایک دلیل ہے)

نبی کریم علیہ السلام کے مبارک دور کے انتظامات اور ماہرین معاشیات کے اس رائے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں مستقل فوج رکھنے کے ساتھ ساتھ ہر نوجوان کے لیے عسکری تربیت کے حصول کو لازمی قرار دینا پڑتا ہے -

تاکہ مستقل فوج کے اخراجات کو کم سے کم کیا جا سکے۔
اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی ملک لازمی فوجی تربیت کا آرڈیننس جاری کر کے باقاعدہ فوج نہ رکھے بلکہ اپنے اپنے حالات اور وسائل کو خاطر میں رکھتے ہوئے فوج کی تعداد کا تعین کرے۔ اس لیے کہ غیر پیداواری شعبے کے ہوتے ہوئے یہ شعبہ تمام پیداواری شعبوں کی حفاظت کا ضامن ہے۔

پاکستان اپنے حدود رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے اپنے روایتی حریف (ہندوستان) کا تقریباً $\frac{1}{5}$ ہے۔ آبادی کے اسی تناسب کے پیش نظر ہندوستان جتنی فوج رکھنا ہمارے لیے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے۔ لہٰذا اس کمی کو دور کرنے کے لیے واحد راستہ لازمی فوجی تربیت کا اجراء ہے تاکہ مستقل فوج کے علاوہ اکثر آبادی جو غیر فوجی ہے بوقت ضرورت ملکی دفاع میں شریک ہو سکے۔

لازمی فوجی تربیت دور جدید میں

....

در حقیقت آج کل تیسری دنیا کے غیر متمول اور کثیر آبادی والے ممالک میں لازمی فوجی سروس ناقابل عمل ہے۔ ایسے ممالک میں لازمی فوجی سروس کی بجائے لازمی فوجی تربیت کی وسیع البنیاد پالیسی کام دے سکتی ہے۔

جس میں زیادہ سے زیادہ شہری حصہ لے سکتے ہوں۔ سیٹیزن آرمی (شہری افواج) کی اصطلاح قائد اعظم نے پہلے پہل 1917 میں ہندوستان کی مرکزی قانون ساز اسمبلی (CENTRAL LEGISLATIVE ASSEMBLY) میں ہندوستانیوں کی طرف سے جنگ عظیم اول میں انگریزی حکومت کی امداد کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے پیش کی تھی (1)

لازمی فوجی خدمات اور تربیت کی مثالیں آج بھی ہمارے سامنے موجود ہیں - مادی وسائل سے خود کفیل اور عالمی طاقت امریکہ نے باکسنگ کے عالمی چمپیئن "محمد علی" کے اعزاز کو صرف اس لیے چھین لیا تھا کہ اس نے ویت نام کی جنگ میں جانے سے انکار کیا تھا - یہ سکیم امریکہ میں "ڈرافٹ" کے نام سے مشہور ہے۔ نپولین نے انقلاب فرانس میں فوجی تربیت کو لازمی قرار دیا تھا - جس کے لیے جبری فوجی بھرتی (UNIVERSAL CONSCRIPTION) کی اصطلاح اب تک رائج ہے۔

---

(1) بریگیڈیر ریٹائرڈ شمس الحق قاضی روزنامہ جنگ راولپنڈی 6 جون 1990

افواج پاکستان میں اب بھی انجنیئرز اور ڈاکٹرز
بوقت ضرورت اسی سکیم کے تحت فوج میں بھرتی کیے جاتے
ہیں - ہمارے پڑوسی ملک افغانستان میں ہر گھر کے تمام
نوجوانوں کے ذمے فوجی تربیت حاصل کرنا اور بوقت ضرورت
فوجی خدمات بجا لانا وہاں کے ملکی قانون میں شامل ہے -

* * * * * * * * * *

زمانہ جنگ کے تدابیر

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص (1)
بلا شبہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو اس
کی راہ میں صف بستہ ہو کر ایسے لڑتے ہیں گویا سیسہ
پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

جنگ کے دوران دفاعی تدابیر کا اجراء عین جنگ کے دوران
کیا جاتا ہے۔ ان تدابیر کی تیاری اور ان پر عمل درآمد
کی ساری ذمہ داری مستقل فوج پر ہوتی ہے۔ تمام سیکٹرز
کے لیے پوری فوج کی سطح پر جنرل اور مقامی سیکٹرز کے
دفاع کے لیے علاقے میں متعین مقامی ، ہیڈ کوارٹرز ذمہ دار
ہوتے ہیں۔ یہ دفاع وقتی طور پر کی جاتی ہے۔ اس قسم
کے دفاعی منصوبے قلیل المیعاد ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد علاقے
کے دفاع کے علاوہ اپنی سپاہ اور سازو سامان (EQUIPMENT)
کا دفاع ہوتا ہے۔ زمانہ جنگ کے دوران مقامی دفاع پر
جغرافیائی ، مقامی اور موسمی حالات اثر انداز ہوتے ہیں۔
اس لیے ایک آزمودہ کار سپہ سالار زمین ، راستے اور ان
پر موجود قدرتی و بناوٹی رکاوٹوں کے متعلق معلومات فوراً

(1) القرآن 61 : 4

حاصل کرتا ہے ۔

نبی کریم علیہ السلام نے ہجرت مدینہ کے بعد غزوہ بدر کبریٰ سے قبل آٹھ مہمات کم و بیش نفری کے ساتھ آس پاس کے علاقوں میں روانہ فرمائیں تاکہ علاقے سے واقفیت حاصل ہو۔ انہی معلومات کی روشنی میں آپؐ نے غزوہ بدر ، احد ، احزاب خیبر اور فتح مکہ میں اپنی پسند کے علاقے میں دفاعی پوزیشن اختیار کی اور دشمن کو اپنی مرضی کے علاقے میں لڑنے پر مجبور کیا ۔ جو بذات خود ایک بہت بڑی کامیابی ہے ۔

مشہور غزوات میں اختیار کیے گیے ان دفاعی تدابیر کا تذکرہ بلحاظ ترتیب زمانہ کیا جاتا ہے ۔

بابِ نہم

غزوۂ بدر

125 - 134

غزوہ بدر (رمضان المبارک 2 ھجری)

ولقد نصرکم الله ببدر و انتم اذلة فاتقوا الله لعلکم تشکرون (1)

اور اللہ تعالی نے جنگ بدر میں تمہاری مدد فرمائی جب تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے۔

جنگ بدر (رمضان المبارک 2 ھجری) قریش اور اسلام کے درمیان پہلی باقاعدہ اور فیصلہ کن جنگ تھی۔ فریقین کی تعداد کے لحاظ سے یہ جنگ چھوٹی تھی مگر اس کے نتائج دنیا کی عظیم ترین فیصلہ کن جنگوں سے زیادہ مؤثر، دیرپا اور حیران کن ہیں۔ اس جنگ نے تاریخ کا رخ بدل دیا۔ مشرکین کی تعداد ایک ہزار اور مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی (2) مسلمان سپاہ کی قیادت نبی کریم علیہ السلام اور کفار کی قیادت ابوجہل کے ہاتھوں میں تھی۔ اس غزوہ میں چودہ صحابہ کرام شہید ہوئے جب کہ کفار کے ستر آدمی ہلاک ہوئے اور اتنے ہی قیدی بنائے گیے (3) نبی کریم علیہ السلام نے اللہ کی راہ میں اس پہلے باقاعدہ غزوے میں جو دفاعی پہلو اختیار فرمائے ان کی تفصیل یوں ہے۔

---

(1) القران 3 : 123
(2) صحیح بخاری کتاب المغازی باب عدة اصحاب بدر جلد دوم ص 564
(3) ایضاً — باب من ابواب البدر جلد ۲ ص 568

اقدام

مدینہ میں رہ کر دفاعی جنگ لڑنے کی بجائے آپؐ نے اپنے علاقہ سے نکل کر اسی (80) میل دور واقع بدر کے میدان میں دشمن کا سامنا کیا۔ ابوسفیان کے قافلے کے بحفاظت نکلنے کے بعد قریشی لشکر کے مقابلے کے لیے آپؐ نے بدر کی طرف پیش قدمی کی۔

گشتی دستے (PATROLLING PARTIES)

بدر کے میدان میں جاتے وقت آپؐ نے مختلف اطراف میں دستے بھیجے تاکہ ان دستوں کی مدد سے آپؐ کو دشمن سے متعلق کوائف معلوم ہوجائیں۔ چنانچہ مروی ہے۔

عن انس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شاوَرَحینَ بلغہ اقبال ابی سفیان قال فتکلم ابو بکر فاعرض عنہ ثم تکلم عمر فاعرض عنہ فقام سعد بن عبادۃ فقال ایّانا ترُیدُ یا رسول اللہ والذی نفسی بیدہٖ لو امرتنا ان نخیضھا البحر لاخضناھا ولو امرتنا ان نضرب اکبارھا الی برک الغماد لفعلنا قال فندَب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الناس فانطلقوا حتیٰ نزلوا بدراً و وردَت علیھم روایا قریش و فیھم غلام اسود لبنی الحجاج فاخذوہ فکان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یسأ لونہ عن ابی سفیان و اصحابہ (1)

---

(1) صحیح مسلم کتاب الجہاد و السیر باب غزوۃ بدر جلد دوم ص102

حضرت انسؓ فرماتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مشورہ کیا جب آپؐ کو ابوسفیان کے آنے کی خبر پہنچی تو ابوبکرؓ نے گفتگو کی آپؐ نے جواب نہ دیا پھر حضرت عمرؓ نے گفتگو کی جب بھی آپؐ مخاطب نہ ہوئے آخر سعد بن عبادہؓ (انصار کے رئیس) اٹھے اور انہوں نے کہا آپ ہم سے پوچھتے ہیں یا رسول اللہ قسم خدا کی اگر آپؐ ہم کو حکم کرے کہ ہم گھوڑوں کو بھگا دیں برک الغماد تک * البتہ ہم ضرور بھگا دیں تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور وہ چلے یہاں تک کہ بدر میں اترے وہاں قریش نے پانی پلانے والے ملے ان میں بنی حجاج کا ایک کالا غلام بھی تھا - صحابہؓ نے اس کو پکڑا اور اسی سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کا حال پوچھنے لگے -

ان معلومات کے مطابق آپؐ نے مناسب اقدامات کیے اور دفاعی اعتبار سے مضبوط پوزیشن حاصل کرکے اپنے علاقے اور سپاہ کو دشمن کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھا -

---

* مکہ سے بہت دور ایک مقام

میدان جنگ کا چناؤ (SELECTION OF BATTLE FIELD)

بدر کے میدان میں آپؐ نے ایسے مقام کا انتخاب کیا جو جغرافیائی نقطہ نظر سے سطح مرتفع پر تھا - جہاں پر پہنچنے کے لیے دشمن کو ریت کے ٹیلوں سے گزرنا پڑتا تھا - اس مقام کا ذکر قران پاک کے اندر ان الفاظ میں ہوا۔

اذ انتم بالعدوة الدنیا وھم بالعدوة القصوٰی والرکب اسفل منکمط (۱)

جس وقت تم درے کے قریب والے کونے پر تھے اور وہ دور والے کونے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا -

جنگ کے لیے اپنی پسند کا مقام حاصل کرنا گویا دشمن کے ھاتھ سے پہل (INITIATIVE) لینا ھے - اپنی پسند کے میدان جنگ میں دشمن کو لانے سے اسلامی عساکر کو مندرجۂ ذیل فوائد حاصل ھوئے -

* اس اونچے مقام سے دشمن کی نقل و حرکت کا آسانی سے مشاھدہ ھوسکتا تھا -
* اونچے مقام پر سپاہ کے لیے دفاعی مورچہ مہیا ھوا -
* پوزیشن کے ساتھ پانی وافر تھا - لہذا جنگ کے دوران پانی کی سپلائی بدستور قائم رھی -

---

(1) القران 8 : 42

* رات کی بارش سے نشیبی علاقے میں پانی کھڑا ہوا جس کی وجہ سے دشمن کے لیے نقل وحرکت مشکل رہی۔
* حملے کے وقت سورج کی شعاعیں مسلمانوں کے عقب اور کفار کے بالکل سامنے تھیں جس سے دشمن کی آنکھیں چوندھیا ہوجاتی تھیں۔ اور وہ جم کر نہ لڑ سکے۔

وحدت قیادت

بدر میں پہنچنے کے بعد نبی کریم علیہ السلام نے مسلمانوں کو نظم وضبط کی تلقین فرمائی۔ اپنی جگہ سے بلا اجازت نہ ہلنے اور آپؐ کے حکم کیے بغیر حملہ نہ کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ نے متحدہ کمان اور فائر کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اس مقصد کے لیے آپؐ نے اپنے لیے ایک ٹیلے پر عریش (جھونپڑی) بطور کمانڈ پوسٹ قائم کرنے کا حکم دیا۔ جہاں سے میدان جنگ کی پوری کاروائی آپؐ کے نگاہوں کے سامنے تھی۔ اس کے مقابلے میں دشمن کی فوج ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی۔ کچھ لوگ تو ابوسفیان کے قافلے میں تھے کچھ اس کی مدد کے لیے گیے۔ یہ دونوں قسم کے لوگ غزوہ بدر میں بالکل حصہ نہ لے سکے۔ باقی ماندہ فوج میں بھی پھوٹ پڑ گئی تھی اور ابوجہل کے علاوہ اکثر سردار لڑائی کے حق میں نہیں تھے۔ جس میں عتبہ بھی شامل تھا۔ چنانچہ حضرت حکیم ابن حزام جو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے

اور کفار کی طرف سے غزوہ بدر میں شریک تھے - روایت کرتے ھیں - کہ میں عتبہ کے پاس گیا اور اسے کہا ، یا ابا ولید ھل لک ان تذھب بشرف الیوم ما بقیت قال افعل ما ذا قلت انکم لا تطلبون من محمد الا دمہ ابن الحضرمی و ھو حلیفک فتحمل دیتہ فترجع بالناس -

اے ابو ولید تو قریش کا رئیس ھے - یہ سب تیری بات مانتے ھیں - کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ھے کہ ھمیشہ ان میں تیرا ذکر خیر رھے - اس نے کہا اے حکیم وہ کیا بات ھے کہا تو سب لوگوں کو لے کر لوٹ جا - اور عمرو بن الحضرمی جو تیرا حلیف ھے - اس کا بار خود اٹھا لے (1)

نبی کریم علیہ السلام کی اس حکمت عملی کے طرز پر سپاہ کے اندر پختگی ایمان کی بدولت اتحاد و یگانگت کا جذبہ پیدا کرنا ضروری ھے تاکہ وہ سب ایک علم (جھنڈے) کاز (مقصد) اور جذبے کے ساتھ لڑ سکیں - اسی طرح کمانداروں کے لیے مناسب جگہ پر ٹیکٹیکل ھیڈ کوارٹر (جنگی دفاتر) قائم کرنے ضروری ھیں - تاکہ وہ لڑائی کی ھر چھوٹی بڑی کارروائی بنفس نفیس ملاحظہ کرتے ھوئے بروقت فیصلے کر سکیں -

---

(1) سیرت النبی ابن ھشام اردو ترجمہ جلد 2

صف بندی

نبی، کریم علیہ السلام نے غزوہ بدر میں مروجہ طریقہ جنگ کے خلاف اپنی فوج کی صف بندی فرمائی۔ لشکر کے لیے تین مقامات دایاں، بایاں اور مرکز تعین کیے۔ دائیں اور بائیں بازو پر دور مار ہتیار (تیر اندازوں) کو رکھا۔ جبکہ درمیان میں تلوار برداروں کو کھڑا کیا۔ آج کل بھی صفوں کی ترتیب انہی اصولوں پر کی جاتی ہے۔ یعنی انفنٹری (پیدل فوج) حملہ کی صورت میں لائٹ مشین گن (LMG) اور مشین گن (MG) کو ہمیشہ بازوں (FLANKS) پر رکھے جاتے ہیں۔ غزوہ بدر میں آپؐ نے میمنہ (RIGHT FLANKS) پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مقرر کیا اور ساقہ (LEFT FLANK) پر ایک انصاری کو امیر بنایا۔ اس ترتیب کے بعد آپؐ نے اپنے دست مبارک میں تیر لے کر مسلم عساکر کی صف بندی فرمائی **چنانچہ روایت ہے۔**

عن حمزہ بن ابی اسیدؓ عن ابیہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم یوم بدر حین صففنا لقریش و صفوا لنا اذا اکثبوکم فعلیکم بالنبل (1)

حمزہ بن ابی اسیدؓ کے والد کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے جنگ بدر میں جب ہم قریش کے خلاف صف آرا تھے اور قریش ہمارے خلاف۔ فرمایا۔ جب وہ تمہارے قریب آ جائیں اس وقت تیر مارو۔

(1) صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب التحریض علی الرمی جلد اول ص406

اس کے برعکس کفار مکہ کی کوئی صف بندی نہیں تھی - اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی طرح ادھر ادھر بھاگتے رہے - صف بندی کے عمل سے مسلم فوج کی دفاع خود بخود عمل میں آئی اور وہ دشمن کے حملے کی پہلی لہر (WAVE) کے گزرنے کے بعد ان کے لیے پہل کی کاروائی آسان ہوگئی -

فائر کنٹرول (FIRE CONTROL)

عین لڑائی کے دوران فریقین اکثر بلا ضرورت فائر کرتے ہیں - یہ فائر اکثر یقین کی بجائے شک و شبہ کی بنا پر ہوتی ہے - جس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوتا ہے - اس سے پوزیشن کے محل وقوع ، نفری ، اسلحے کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے - اور دشمن کو نقصان پہنچائے بغیر بارود کا بے جا ضیاع ہوتا ہے - غزوہ بدر میں نبی کریم علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ جب تک دشمن سپاہ کی آنکھ کی سفید پتلی نظر نہ آئے ان پر تیراندازی نہ کی جائے - جسے آج کل SHOOT TO KILL کہا جاتا ہے - چنانچہ روایت ہے -

عن ابی اسیدؓ قال قال لنا النبی صلے اللہ علیہ و سلم یوم بدر اذا اکثبوکم فارموھم واستبقوا نبلکم (1)

---

(1) صحیح بخاری، کتاب المغازی باب من ابواب غزوہ بدر جلد دوم ص 567

حضرت ابو اسیدؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے بدر کے دن ہم لوگوں سے فرمایا۔ جب کافر تمہارے قریب آجائیں اس وقت تیر مارو اور اپنے تیروں کو بچائے رکھو۔

اسی طرح حکم تھا ۔ کہ جب دشمن بالکل نیزے اور تلوار کی زد میں آئے تو وار کیا جائے تاکہ کوئی وار خطا نہ جائے۔ اس کے برعکس کفار تیراندازوں نے بہت دور ہی سے تیر برسانے شروع کر دیے تھے۔ جو کہ سب بیکار ثابت ہوئے۔ اور ضرورت کے وقت تیر تقریباً ختم ہو چکے تھے۔ آج بھی میدان جنگ میں لڑنے والی (DEPLOYED) فوج کے دفاع کے لیے آپؐ کا تجویز کردہ فائر کنٹرول نہایت کارگر ہے۔

راز داری

حق و باطل کے اس پہلے معرکے میں دونوں مد مقابل افواج شکل و مشابہت ، خد و خال ، لباس اور زبان وغیرہ کے اعتبار سے مشابہ تھیں۔ اتنی گہری مشابہت کے ہوتے ہوئے دوست و دشمن میں تمیز کرنے کے لیے آپؐ نے پہلی دفعہ اپنی فوج کے لیے خفیہ کلمات (CODE WORDS) کا استعمال کیا ۔ لڑائی کے دوران کوڈ ورڈ اور پاس ورڈ کا استعمال فوجی تاریخ میں پہلی دفعہ آپؐ کی بدولت ہوا ۔ لہذا جنگ بدر میں آپ نے

احد بطور کورڈ ورڈ اور یا "منصور أمت "پاس ورڈ مقرر فرما کر
میدان جنگ میں نہایت راز داری سے کام لیا - خفیہ کلمات مقرر
فرمانے کے علاوہ آپؐ نے دشمن سے متعلق تمام راز حاصل کیے
جن میں دشمن کے پڑاو کی جگہ اور تعداد کو اہمیت حاصل
ہے - اس غرض کے لیے آپؐ نے پڑاو سے قبل اور پڑاو کے بعد
با قاعدگی کے ساتھ گشتی دستے (PATROLLING PARTIES)
روانہ کیے - چناچہ آپؐ نے پڑاو کے فوراً بعد حضرت علیؓ اور
حضرت زبیرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کو چاہ بدر پر بھیجا ان لوگوں
کو قریش کی پانی بھرنے والی جماعت ملی جن میں ان کے پانی
پلانے والے بھی تھے - ان لوگوں نے اس جماعت کو گرفتار کیا (1)
اسی طرح آپؐ کے حکم سے اونٹوں کے گلے سے گھنٹیاں اتار دی
گئی تھیں[2] تاکہ حرکت پذیری کا علم دشمن کو نہ ہو سکے-

---

(1) طبقات ابن سعد علامہ محمد بن سعد اردو ترجمہ علامہ عبد اللہ العمادی
نفیس اکڈیمی کراچی طبعہ ششم 1982
(2) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی الجرس و نحوفی اعناق الابل
جلد اول ص 421

باب دہم

غزوۂ اُحد

135 - 140

غزوہ احد (شوال 3 ہجری)

واذ غدوت من اہلک تبوئی المؤمنین مقاعد للقتال (1)

(اے نبی) جب صبح سویرے آپؐ اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں کو میدان جنگ میں لڑنے کے لیے بٹھا رہے تھے۔

قریش کو جنگ بدر (2 ہجری) میں نہایت ذلت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ شکست کے دن سے کئی سرداروں نے بدلہ لینے کی قسمیں کھائی تھیں لہذا بہت پہلے تیاریاں شروع کردی گئیں۔ جنگ بدر کے موقع پر ابوسفیان کے قافلے کے منافع کو جنگی تیاری پر لگا دیا گیا جذبات بڑھانے کے لیے عورتوں اور شاعروں کو تیار کیا گیا۔ جنہوں نے اپنے اشعار اور نغموں سے قریش کو انتقام کے لیے اکسایا۔ قریش نے اپنے حلیف قبائل کو بھی اعانت کی درخواست کی۔ اور یوں اٹھائیس سو (2800) پیادہ اور دو سو (200) سواروں پر مشتمل یہ لشکر ابوسفیان کی سرکردگی میں مکہ سے مدینہ چل پڑا (2)۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب جو ابھی تک مکہ میں تھے فوراً ایک تیز رفتار قاصد کو نبی کریم علیہ السلام کی طرف اطلاع کی غرض سے بھیجا۔ آپؐ کے مخبر حضرت حباب بن منذرؓ نے بھی قریشی لشکر کی تصدیق کی (3) اس دوران قریش کی فوج جبل عینین

(1) القرآن 3 : 121

(2) حدائق الانوار و مطالع الاسرار فی سیرت المختار لابن الدیبع الشیبانی الشافعی۔ ادارہ احیاء القرآن الاسلامی قطر

(3) سیرت النبی از شبلی نعمانی جلد اول

تک پہنچ چکی تھی - جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے - آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے مشاورت طلب کی - بدری صحابہؓ کی اکثریت کا خیال تھا کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے - رئیس منافقین عبداللہ بن ابی کا بھی یہی خیال تھا - لیکن نوجوان صحابہ کرامؓ اور وہ صحابہ کرامؓ جو غزوہ بدر میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے کا اصرار تھا - کہ مدینہ سے نکل کر دشمن سے دو دو ہاتھ کیے جائیں - دونوں آرا معلوم کر کے آپؐ گھر تشریف لے گیے اور زرہ پہن کر کوچ کا حکم دیا - آپؐ کے ساتھ ایک ہزار کا لشکر تھا - عبداللہ بن ابی نے اپنی طرف سے دیے گیے مشورے پر عمل نہ کرنے کا بہانہ بنا کر تین سو ساتھیوں سمیت نبی کریم علیہ السلام کے حکم سے مقام شوط سے واپس ہوا - جیسے ارشاد ربانی ہے -

و قیل لهم تعالوا قاتلوا فی سبیل الله او ادفعوا ؕ قالوا لو نعلم قتالاً لا اتبعنكم (1)

جن سے کہا گیا کہ آو۔ راہ خدا میں جنگ کرو یا کافروں کو ہٹاو تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم لڑائی جانتے تو ضرور ساتھ دیتے ۔

اگلے دن فجر کی نماز سے قبل سات سو سپاہ کے ساتھ آپؐ آگے بڑھے اور احد کے جنوب مغربی کونے میں مکی لشکر سے چھ سو گز دور بالکل سامنے پوزیشن سنبھال لی - پچاس تیر اندازوں کو جبل رماۃ پر عقب سے

(1) القران 3 : 167

متوقع حملے کی باعث تعینات کیا (1) صبح سویرے تین ہزار اور سات سو کا باقاعدہ مقابلہ ہوا۔ دو چار گھنٹوں کی مزاحمت کے بعد قریش پسپا ہو گئے یہ لڑائی کا پہلہ مرحلہ تھا۔ درے پر مقرر تیر اندازوں کی غفلت کی وجہ سے لڑائی کے دوسرے مرحلے میں مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا۔ ستر مسلمان شہید ہوئے (2) خود نبی کریم علیہ السلام کو چوٹیں آئیں اور دندان مبارک شہید ہوئے کفار کے بائیس آدمی مارے گیے (3) تاریخ اور سیر کی کتب میں مقتولین قریش کی تعداد یہی بتائی گئی مگر اصل تعداد کچھ زیادہ ہے۔ جس کی دلیل قرانی آیت

اولما اصابتکم مصیبة قد اصبتم مثلیھا (4) * سے واضح ہے۔
آپؐ نے بحیثیت سپہ سالار غزوہ احد میں مندرجہ ذیل دفاعی امور اختیار فرمائے۔

دفاع مدینہ کی خاطر مدینہ سے خروج

غزوہ احد کے موقع پر مدینہ سے نکل کر لڑائی لڑنے اور

---

(1) حدائق الانوار و مطالع الاسرار فی سیرة المختار
(2) ـــ ایضاً ـــ
(3) سیرت ابن ھشام اردو باب غزوہ احد جلد 2
(4) القران 3 : 165
* کیا جب تم پر کوئی مصیبت آ پڑے حالانکہ اس سے دوچند مصیبت (بدر اور احد کے دن) تم بھی ان کو پہنچا چکے تھے۔

مدینہ میں رہ کر دشمن کے مقابلے کی تجویز پر اختلاف کا ذکر ہے۔ بعض ماہرین کے نزدیک آپؐ مدینہ میں رہ کر لڑنا چاہتے تھے۔ مگر نوجوان صحابہ کرامؓ جو غزوہ بدر میں نہیں جا سکے تھے کے اصرار پر آپؐ نے زرہ پہن کر مدینہ سے باہر احد کے مقام پر دشمن کے ساتھ مقابلہ کیا۔ یہ آرا اپنی جگہ لیکن تاریخی حقائق کا بغور جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے میدان جنگ کا انتخاب خود کیا تھا۔ اس لیے کہ اگر آپؐ مدینہ میں رہ کر جنگ لڑتے تو صورت حال کچھ اس طرح ہوتی۔

* چھوٹی چھوٹی پارٹیوں کی مدد سے گھات لگا کر دشمن کو روکتے جو کہ نا ممکن تھا۔ اس لیے کہ دشمن کی تعداد زیادہ تھی۔ اور نقصان اٹھا کر بھی دشمن کی فوج لڑائی کے قابل رہتی۔ اس لیے ضروری تھا کہ آپؐ اپنی مرضی کے میدان میں لا کر تیز اور فیصلہ کن حملے میں اسے مکہ لوٹنے پر مجبور کرتے۔

* مدینہ کے اندر رہ کر مدینہ کے دفاع میں منافقین اور یہود آپؐ کے ساتھ رہتے جو قابل اعتماد (RELIABLE) نہ تھے۔ اگر آپؐ انہیں مدینہ سے نکالتے تو دشمن کے ساتھ مل کر باقاعدہ آپؐ کا مقابلہ کرتے اور اگر انہیں اندر رہنے دیتے تو یہ بات خطرے سے خالی نہ تھی۔ شاید منافقین کا سردار اس لیے مدینہ کے اندر رہنے پر مصر تھا تاکہ اس موقع سے

خاطرخواہ فائدہ اٹھائے۔

* اگرسات سو یا ہزار سپاہ سے مدینے کی دفاع ممکن ہوتی تو غزوہ احزاب (5 ھجری) میں آپؐ تین ہزار کے لشکر کے ہوتے ہوئے خندق نہ کھدواتے۔

یہودیوں اور منافقوں کی واپسی

ایک ہزار جمعیت کے ساتھ آپؐ احد کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں شوط کے مقام پر آپؐ نے فوج کا معائنہ کیا تو کچھ نا آشنا لوک نظر آئے۔ استفسار پر پتہ چلا کہ ہزار کے لشکر میں عبداللہ بن ابی تین سو یہود اور غیر مسلموں کے ساتھ شریک ہیں۔ آپؐ ایسے لوگوں کی فطرت سے خوب واقف تھے اس لیے آپؐ نے فرمایا۔ یا تو ایمان لا کر ہمارے شانہ بشانہ لڑو یا مدینہ واپس لوٹ جاو۔

مورخین کہتے ہیں کہ یہ واپسی عبداللہ بن ابی کی مرضی سے ہوئی۔ مگر آپؐ نے غیر مسلموں کی شرکت کو اسلام لانے کی **شرط سے مشروط کیا۔** یہود اور منافقین کی طرف سے متوقع بد عہدی کا خطرہ بھانپ کر آپؐ نے بروقت اندرونی دفاع مستحکم کیا۔ بظاھر تین سو کی کمی کے باوجود اندرونی انتشار کا خطرہ ٹل گیا۔

تیر اندازوں کا تعین

مسلم فوج کوہ احد کی گھاٹی کے بالکل آخری سرے پر تھی،

کوہ احد ان کی پشت پر تھا صرف ایک گھاٹی سے دشمن کے رسالے کے حملے کا خطرہ تھا ۔ وہاں جبل عینین پر رسالے کے متوقع حملے کے پیش نظر آپؐ نے عبداللہ بن جبیرؓ کی سرکردگی میں پچاس تیر اندازوں کا دستہ مقرر کیا اورانہیں ان الفاظ میں حکم دیا ۔ حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے ۔

قال سمعت البرا یحدث قال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الرماۃ یوم احد و کانوا خمسین رجلا ۔ عبد اللہ بن جبیرؓ و قال ان را یتمونا تخطفنا الطیر فلا تبرحوا من مکانکم ھذا حتی ارسل الیکم و ان را یتمونا ھزمنا القوم و اوطانا ھم فلا تبرحوا حتیٰ ارسل الیکم (۱)

رسول اللہ نے جنگ احد میں پچاس تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبیرؓ کو افسر مقرر کیا اور فرمایا اگر تم ہم کو دیکھو کہ پرندے اچک رہے ہیں جب بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹو یہاں تک کہ تم بلائے نہ جاو اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کافروں کو شکست دی اور روند ڈالا جب بھی اس جگہ سے نہ ہٹو جب تک بلائے نہ جاو۔

تیر اندازوں کی تعنیاتی سے سپاہ کے اندر تحفظ کا احساس پیدا ہوا ۔ نیز ایک اہم دفاعی پوزیشن پر قبضہ عمل میں آ گیا ۔

---

(1) سنن ابی داود کتاب الجهاد باب فی الکمناء جلد دوم ص 5

باب گیارہواں

غزوۂ احزاب

146 - 141

غزوہ احزاب (5 ہجری)

اذ جآءوکم من فوقکم و من اسفل منکم واذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر و تظنون باللہ الظنونا ہنالک ابتلی المومنون و زلزلوا زلزالا شدیدا (1)

جب کہ وہ تمہاری طرف آئے تمہارے اوپر سے (یعنی بنو قریظہ کی طرف سے) اور تمہارے نشیب کی طرف سے (یعنی شامی رخ سے) اور نظریں خیزہ ہوگیں۔ اور کلیجے منہ کو آنے لگے۔ اور تم خدا کے متعلق عجیب بد گمانیاں کرنے لگے اس موقع پر ایمان والوں کی آزمائش ہوئی اور بری طرح جھنجوڑ دئیے گیے۔

جنگ بدر کے انتقام کے لیے قریش نے احد کی لڑائی لڑی جس میں قریش کو کوئی واضح جہت نہ مل سکی۔ تب تو ابوسفیان نے احد سے واپسی کے وقت چیلنج دیا کہ آئندہ سال پھر بدر ہی میں تم سے ہمارا مقابلہ ہوگا (2) نبی کریم علیہ السلام حسب وعدہ اگلے سال مقررہ وقت پر بدر کے میدان میں تشریف لے گیے۔ ابوسفیان بھی مکہ سے نکلا تھا مگر مقابلہ کیے بغیر واپس ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں پر ایک آخری اور کاری ضرب لگانے کے لیے قریش نے کوشش کر کے عرب کے تمام قبائل کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ شوال 5 ہجری کو مختلف احزاب پر مشتمل دس ہزار نفوس کا لشکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ آپ نے ہجرت

(1) القرآن 33 : 10

(2) حدائق الانوار و مطالع الاسرار فی سیرۃ المختار

کے بعد بھی سے دشمن کے ارادوں کی خوب خبر رکھی تھی ۔ لہذا جیسے کفار کی تیاری کا علم ہوا آپؐ نے جہاد کی تیاری کا حکم دے دیا ۔ آلات حرب و ضرب اور سامان خورد ونوش کا انتظام کیا جانے لگا ۔ آپؐ نے اکابر صحابہ کے ساتھ اطراف مدینہ کا چکر لگایا ۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے ایران میں جنگوں کے دوران اختیار کئے گئے دفاعی تدابیر کا بھی ذکر کیا ۔ نوجوانوں کی تعداد ، موسم اور وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپؐ نے مدینہ کے شمال اور مغرب میں خندق کھودنے کا حکم دیا ۔ اسلئے کہ باقی تین اطراف پہاڑوں ، ابادی اور باغات سے گھرے ہوئے تھے اور صرف شمال کی طرف سے بغیر کسی رکاوٹ کے حرکت پزیری (MOVEMENT) آسان تھی ۔ آپؐ نے جبل سلع پر اپنے لئے خیمہ نصب کروایا ۔ اس مقام پر اور پڑاو کے دیگر مقامات پر اج کل چھوٹی چھوٹی مساجد تعمیر ہیں ۔ یہاں سے آپؐ بنفس نفیس خندق کی کھدائی کی نگرانی کرتے اور کھدائی میں حصہ بھی لیتے ۔

خندق کی تکمیل کے بعد آپؐ نے اپنے پاس موجود تین ہزار سپاہ کو خندق کے دفاع ، عورتوں کی حفاظت ، شب خون مارنے اور فوری جوابی حملے کے لئے بانٹ دیا ۔ دشمن مدینہ کی طرف بڑھتے بڑھتے جیسے خندق کے قریب پہنچا تو حیران رہ گیا ۔ اس لئے کہ ایسی دفاعی لائن کا انہوں نے کبھی تصور ہی نہیں کیا تھا ۔ لہذا مجبوراً پڑاو ڈال دیا ۔ اور انفرادی طور پر جگہ جگہ سے خندق پار کرنے کی کوشش کرنے لگا ۔ مگر خندق کی حفاظت پر مامور دستے ان کو بھگاتے ایک مہینہ تک یہ محاصرہ

جاری رہا - بالاخر رسد کی کمی ، سردی کی شدت اور اپس میں پھوٹ کی وجہ سے یہ لشکر جرار نا مراد واپس لوٹا - ارشاد ربانی ہے -

یایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنودٌ فارسلنا علیھم ریحًا وجنودًا لم تروھا ط وکان اللہ بما تعملون بصیراً (1)

اے ایمان والو اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جب کہ فوجیں تم پر ٹوٹ پڑیں تو ہم نے ان پر طوفانی اندھی بھیجی - اور ایسی فوجیں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے تھے اور اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم لوگ اس وقت کر رہے تھے -

نظر عمیق کے ساتھ غزوہ احزاب کے مطالعہ کے بعد نبی کریم علیہ السلام کی طرف سے اختیار کیے گیے مندرجہ ذیل دفاعی تدابیر سامنے اتی ہیں -

دفاعی خندق

غزوہ بدر اور احد کی طرح غزوہ احزاب میں بھی تعداد کے لحاظ سے دشمن کی فوج تین گنا سے تھوڑی زیادہ تھی - مگر اس دفعہ نبی کریم علیہ السلام نے موسم ، حالات اور قریش کی پہنچنے میں دیری کی وجہ سے مدینہ میں رہ کر جنگ لڑنے کو ترجیح دی - مدینہ کے دفاع کے لیے آپؐ نے شمال اور مغرب کی طرف تقریباً ساڑھے تین میل لمبی خندق کھودوائی اور اسے دشمن کی بار برداری کے خلاف بطور انٹی ٹینک استعمال کیا - عربوں کے لیے یہ خندق انوکھی اور عجوبہ تھی - دس ہزار لشکر کے

(1) القران 33 :9

ساتھ بھی مسلمانوں کے خون کے پیاسے حملہ تک نہ کر سکے ۔ بلکہ محاصرے کے اخری ایام میں انہیں مسلمانوں کی طرف سے حملے کا خطرہ ہونے لگا ۔ جب کہ اس کے برعکس مسلمانوں کو کسی اچانک حملے کا خطرہ نہ تھا ۔ اور اطمینان کے ساتھ اپنی مدافعت کر رہے تھے ۔ غزوہ احزاب میں مسلمانوں کا شعار "ہم لا ینصرون" تھا ۔ (1)

خندق کی دفاع

دفاعی لائن کا دفاع نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے ۔ اگر دفاعی لائن محفوظ نہ ہو تو اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے ۔ بلکہ کبھی کبھی کمزور دفاعی لائن نہ ہونے سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی ہے ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے تہائی فوج کو صرف خندق کے دفاع پر مامور کیا ۔ اسی طرح دوسرے اطراف جہاں دفاعی خندق کی بجائے مکانات اور کھجور کے باغات تھے وہاں بھی نگرانی کے لیے دستے مقرر کیے ۔

سامان خورد و نوش اور عوام کی حفاظت

خندق کی تکمیل کے بعد نبی کریم علیہ السلام نے مستورات مدینہ ، بچوں ، معذوروں ، اناج ، جانوروں اور دیگر قیمتی اثاثے کو مدینہ

---

(1) رسول اکرم کی سیاست خارجہ ۔ پروفیسر محمد صدیق قریشی

کے اندر قلعے میں محفوظ کر دیا ۔ (۱) یہ قلعہ حضرت حسان بن ثابتؓ کی ملکیت میں تھا ۔ یہ گویا نما قلعہ بنو قریظہ کی آبادی کے متصل تھا ۔ یہودی قبیلہ بنو قریظہ کی طرف سے حملے کا خطرہ موجود تھا ۔ لہذا آپؐ نے دو سو کی جمیعت کو حضرت سلمہ بن اسلمؓ کی امارت میں مدینہ کی حفاظت پر مامور کیا تھا ۔ لہذا ایک دفعہ ایک یہودی نے موقع پاکر قلعے پر حملہ کیا ۔ مگر نبی کریم علیہ السلام کی پھوپھی (حضرت صفیہؓ) نے خیمہ کی چوب مار کر اسے ہلاک کر دیا ۔ مقامی سطح پر اگر رہائش پزیر تمام لوگ اپنی دفاع کا اسی طرح خود فکر کریں ۔ تو باقاعدہ فوج پہل کی کاروائی کے لیے بالکل فارغ رہتی ہے ۔

گمراہ کن پروپیگنڈے سے دفاع

میثاق مدینہ اور بعد میں اس کی تجدید کے مطابق بنو قریظہ کو مسلمانوں کا ساتھ دینا تھا نہ کہ ان کے خلاف کوئی سازش۔ مگر یہود ہمیشہ موقع کی تاک میں رہتے ۔ محاصرہ کے دوران آپؐ نے بنو قریظہ کی طرف سے بد عہدی کی افواہ سنی ۔ تو آپؐ نے جاسوس تحقیق کے لیے روانہ کیے اور انہیں ہدایت کی کہ اگر عہد شکنی کی خبر صحیح ہو تو مجھے علیحدگی میں چپکے سے بتا دینا ۔ اور اگر غلط ہو تو لشکر میں اس امر کا اعلان کر دینا ۔ اس تدبیر سے آپؐ کا مقصد منفی پروپیگنڈوں اور افواہوں سے لڑاکا فوج کا دفاع کرنا تھا ۔

(1) طبقات ابن سعد حصہ اول غزوہ خندق

دشمن کی صفوں میں پھوٹ ڈالنا

محاصرہ طویل ہونے کے باعث دشمن کی فوج کا زور ٹوٹ رہا تھا مختلف قبائل کے درمیان وقت کے ساتھ ساتھ بد گمانیاں پیدا ہونا بھی نبی کریم علیہ السلام کے نزدیک ممکن تھا۔ اسی طرح اگلے مہینوں (ذی قعدہ اور ذی الحجہ) میں قریش مکہ جنگ کو مذہباً ناجائز سمجھتے تھے۔ اسی لیے آپؐ نے ایک نئی حکمت عملی کو بروئے کار لاتے ہوئے دشمن کی صفوں میں پھوٹ ڈال دی۔ آپؐ نے افواہ سازی اور پروپیگنڈے سے کام لیا اور الحرب خدعة (1) پر عمل کیا۔ اس مقصد کے لیے آپؐ نے ایک نو مسلم سردار نعیم بن مسعودؓ کو متعین کیا جس نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ قریش اور یہود کے درمیان ایسی پھوٹ ڈالی کہ دونوں کے دلوں میں یہ یقین پیدا ہوا کہ ہر ایک نے مسلمانوں سے ساز باز کر رکھی ہے (2) اور در پردہ وہ انہیں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اس افواہ اور پروپیگنڈے پر کفار مکہ اور یہود یوں نے اپنی اپنی مرضی کے ساتھ محاصرے کو ختم کیا اور مکہ کی ٹھان لی۔

---

(1) صحیح مسلم کتاب الجہاد و السیر باب جواز الخداع فی الحرب جلد دوم ص 83

(2) طبقات ابن سعد حصہ اول غزوہ خندق

باب بارہواں

غزوۂ صلح حدیبیہ

147 - 153

غزوہ حدیبیہ (ذی قعدہ 6 ھجری)

لقد رضی الله عن المومنین اذ یبا یعونک تحت الشجرہ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینته علیھم و اثابھم فتحاً قریباً (1)

الله مومنوں سے خوش ھو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رھے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لیے ان پر سکینت نازل فرمائی اور ان کو انعام میں قریبی فتح بخش دی۔

غزوہ احزاب (5 ھجری) میں کفار ناکام و بیزار ھو کر لوٹ گیے تھے۔ مگر ان کے اندر اب بھی جوش موجود تھا۔ نبی کریم علیہ السلام نے غزوہ احزاب کے فوراً بعد بنو قریظہ کا محاصرہ کر کے انھیں بد عھدی کی سزا دی اس کے بعد آئندہ کے لیے حکمت عملی وضع کرنے اور زیارت بیت الله کی غرض سے آپؐ نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا۔ اعلان کرنے پر چودہ سو صحابہ کرامؓ فوراً تیار ھوئے۔ عمرہ کی نیت باندھ کر قربانی کے اونٹ ساتھ لیے دستور عرب کے مطابق ذاتی ھتھیار تلوار نیام کے اندر ساتھ لے کر یہ قافلہ روانہ ھوا۔ قربانی کے جانوروں کو ذوالحلیفہ میں چھوڑ دیا۔ آپؐ کی یہ پیشقدمی فوجی نظم و ضبط اور حکمت عملی کے

---

(1) القران 48 : 18

بالکل مطابق تھی - چودہ صحابہ کرامؓ کا ایک کالم کی صورت میں آگے بڑھنا دوسرے لفظوں میں جنگی مشق تھی - جیسے فوجی اصطلاح میں EXERCISE WITH TROOPS کہتے ہیں -

قریش کو اطلاع ملی تو اپنے معبودوں کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے نہیں دیں گے - آپؐ نے حدیبیہ کے مقام پر پڑاو ڈالا اور قریش کی طرف سفارت بھیج کر اپنے سفر کے مقصد سے انہیں آگاہ کیا - سفارتوں کا تبادلہ ہوتا رہا اور ایک مرحلہ ایسا آیا کہ آپؐ نے تمام صحابہ کرامؓ سے مرمٹنے کی بیعت لی -

چنانچہ روایت ہے -

عن یزید بن ابی عبید قال قلت لسلمتہ بن الاکوع علی ای شئی بایعتم رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم یوم الحدیبیتہ قال علی الموت

حضرت یزید بن ابو عبیدہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلم بن اکوع سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے حدیبیہ کے دن کس چیز پر بیعت لی انہوں نے فرمایا موت پر (1) *

---

(1) سنن ترمذی ابواب الجهاد باب ما جاء فی بیعتہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم جلد اول ص 288

* بخاری اور ترمذی کی دوسری روایات میں لڑائی کے دوران ثابت قدمی کا ذکر ہے - امام ترمذی نے موت پر بیعت والی حدیث کو حدیث حسن صحیح کہا ہے - دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ کئی صحابہ کرامؓ نے موت پر اور کئی نے نہ بھاگنے پر بیعت لی -

اس حکمت عملی کے نتیجہ میں ایک اہم صلح نامہ وجود میں آیا۔ جو بظاہر تو مسلمانوں کو مغلوب کیمپ میں لے جا رہا تھا۔ مگر اس کے ایسے دوررس نتائج نکلے جو فتح خیبر اور فتح مکہ پر منتج ہوئے (1) غزوہ حدیبیہ میں آپؐ نے مندرجہ ذیل دفاعی تدابیر اختیار کیں۔

حرکت پذیری

مکہ میں جیسے ہی مسلمانوں کے کوچ کا پتہ چلا قریش نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں سوار دستہ آپؐ کو روکنے کے لیے بھیجا اور مکہ میں بڑے لشکر کی تیاری کا اعلان کر دیا۔ نبی کریم علیہ السلام کو جیسے ہی قریش کی تیاری کی اطلاع ملی تو آپؐ نے اپنے قافلے کو نہایت دشوار گزار اور غیر معروف راستے سے گزار کر مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچا دیا۔ جو حرم مکہ میں شامل ہے۔ جبکہ دشمن کا رسالہ مدنی راستے پر واقع کراع الغمیم میں آپؐ کا انتظار کرتا رہا۔ اس سرعت کے ساتھ حرکت پذیری اختیار کرنے پر آپؐ نے چودہ سو صحابہؓ کو بحفاظت مکہ کے حرم تک پہنچا دیا۔

معاہدے کی دفاعی حیثیت

غزوہ احزاب تک آپؐ بنیادی طور پر دفاعی جنگوں میں پہل

(1) طبقات ابن سعد حصہ اول غزوہ حدیبیہ

کی حکمت عملی پر عمل کرتے رہے - مگر غزوہ حدیبیہ کے ساتھ ہی
آپؐ نے پہل (INITIATIVE) اپنے ہاتھ میں لینی چاہی -
نظریہ جنگ میں اس تبدیلی کا آغاز آپؐ نے غزوہ حدیبیہ سے کیا - اس کے
بعد آپؐ از خود لشکر لے کر دشمن کے مقابلے میں نکلتے رہے - اور
بعد کے تمام غزوات اور سریے دشمن کی سرزمین پر ہوئے - عسکری
ذہن رکھنے والے بخوبی آگاہ ہیں - کہ پہل کی کاروائی کے دوران
بھی دفاع کی اہمیت اور ضرورت میں کمی نہیں آتی آج کل اسے
دفاع برائے اقدام (DEFENCE FOR OFFENCE) کہتے ہیں -
جب تک دفاع موجود نہ ہو جارحانہ کاروائی کا تصور نا ممکن ہے -
اس لیے آپؐ نے غزوہ حدیبیہ میں پہل کی اس کاروائی کے ساتھ ساتھ
مندرجہ ذیل دفاعی اقدامات بھی عمل میں لائے -

* پیشقدمی کے وقت مکہ پر حملہ مقصود نہ تھا - اس لیے قریش اپنے اتحادیوں کو خطرے کا الارم دے کر نہ بلا سکے -
* مدینہ سے خروج کے وقت آپؐ نے اطراف میں اطلاع بھیجوائی تھی - کہ مسلمان عمرے کے لیے جا رہے ہیں - لہذا رائے عامہ مسلمانوں کے حق میں ہموار ہوئی اور غیر جانبدار لوگ کفار مکہ کو مورد الزام ٹھہرانے لگے -
* غیر معروف راستے سے آپؐ مکہ کے اتنے قریب پہنچ گیے کہ دشمن ناکہ بندی اور پہل سے ہٹ کر صرف مرکز (مکہ) کے دفاع میں

پھنس گیا -

* مکہ کے اندر قبیلہ بنو خزاعہ مسلمانوں کا حلیف بن گیا جس سے دشمن کے سرزمین کے اندر مسلمانوں کی قوت قائم ہوئی - اور مکہ کے لیے اب اپنا دفاع ایک گھمبیر مسئلہ بن گیا -

* مکہ سے مجبوراً نکلے ہوئے مسلمانوں نے شرائط کے مطابق مدینہ میں پناہ نہیں لیا - اس لیے وہ مجبوراً ساحل سمندر کے ساتھ سکونت اختیار کر گیے - کفار مکہ سے جلا وطنی کے انتقام کی خاطر قریش کے تجارتی قافلوں کو لوٹنا شروع کیا تو قریش نے خود حضور علیہ السلام درخواست کر کے یہ شرط منسوخ کرا لی (1) جس سے مسلمانوں کو از خود حفاظت نصیب ہوئی -

* بدر ، احد اور خندق میں پے در پے شکست دینے کے بعد آپؐ نے حکمت عملی کے باعث پر امن سفر کے ذریعہ دشمن کو ذہنی طور پر شکست دی اور خونریزی کے بغیر اپنا مقصد (OBJECTIVE) حاصل کیا -

مقصد کے حصول کے لیے انتہائی کوشش

مدینہ منورہ سے نکلتے وقت آپؐ کے پیش نظر عمرہ کی ادائیگی اور ایک منظم سفر (FLAG MARCH) مقصود تھا - لیکن اس کے

---

(1) صحیح بخاری کتاب الشروط فی الجہاد والمصالحتہ مع اہل الحرب و کتابتہ الشروط - مع الناس بالقول جلد اول ص 377

باوجود دشمن نے آپؐ کو روک کر قریش کی ہٹ دھرمی کو آپؐ آخری وقت تک برداشت کرتے رہے اور آخری وقت (حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ تک) لڑنے کے لیے تیار نہ تھے - اور اپنے ھدف (TARGET) کے حصول میں انتہائی کوشش کرتے رہے -

معنوی فتح

صلح حدیبیہ کے شرائط سے بظاہر معلوم ھوتا ھے کہ آپؐ نے دب کر یہ صلحنامہ کیا اور کفار کی طرف سے سخت شرائط کو قبول کیا - مگر درحقیقت مسلمانوں کی بہبودی اور آئندہ کی شاندار فتوحات اس صلحنامے میں پوشیدہ تھیں - چنانچہ روایت ھے -

عن انس بن مالک حدثھم قال لما نزلت انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفرلک الله الی قوله فوزاً عظیماً مرجعه من الحدیبیته (1)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ھیں کہ جب یہ آیت انا فتحنالک تا فوزاً عظیماً (2) نازل ھوئی تو اس وقت آپؐ حدیبیہ سے لوٹ کر آ رہے تھے -

صلح حدیبیہ کو کھلی فتح قرار دینے کے لیے مندرجہ ذیل واقعات بطور دلیل پیش کیے جاتے ھیں -

* صلح حدیبیہ کی رو سے پہلی دفعہ دشمن نے بحثیت ایک قوم

---

(1) صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر باب صلح حدیبیہ جلد دوم ص 106

(2) القران 48 : 1 ـ 5

مسلمانوں کو تسلیم کیا - تا وقت کفار مسلمانوں کو آبائی دین سے منحرف ایک باغی ٹولہ سمجھ رہے تھے -

* دس سال تک بقائے امن کے معاہدے سے کفار کو موقع ملا کہ آپؐ اور مسلمانوں کی ذات کو قریب سے دیکھیں - جس کے نتیجہ میں دونوں قوتوں کے درمیان میل جول بڑھا - اس تعلق کی بناء پر صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک دو سال کے عرصہ میں ابتدائی انیس سالوں سے زیادہ کی تعداد میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا * گویا آپؐ نے مقصد کے حصول (مقصد نبوت) کے لیے پر امن ماحول مہیا کیا -

* صلح حدیبیہ تک مسلمانوں کے قریبی (IMMEDIATE) دشمن کفار مکہ اور خیبر کے یہودی تھے دونوں کے ساتھ عداوت کی صورت میں ایک سے ٹکر لینے میں دوسرے کو موقع فراہم کرنا تھا - اس لیے حکمت اس میں تھی کہ ایک مخالف کے ساتھ صلح کی جائے آپؐ نے ایک دور اندیش دفاعی ماہر کی حیثیت سے دونوں میں سے بڑے اور ہر پہلو سے نرم گوشہ رکھنے والے گروہ کے ساتھ صلح کی - اور دوسرے کے ساتھ فوراً دو مہینے کے اندر اندر بذریعہ قتال فیصلہ کیا (غزوہ خیبر کے دوران)

---

* تیرہ سالہ مکی اور چھ سالہ مدنی دور کی محنت کے نتیجہ میں صلح حدیبیہ کے وقت آپؐ کے ساتھ چودہ سو صحابہ تھے - جب کہ دو سال بعد فتح مکہ کے وقت دس ہزار - ابن ھشام جلد 2 ص385

باب تیرہواں

غزوۂ خیبر

154 - 158

غزوہ خیبر (7 ہجری)

پس منظر۔

مدینہ کے آس پاس آباد یہود آپؐ کے سخت دشمن تھے۔ انہیں اپنی بد عہدی اور شرارتوں کے نتیجہ میں کئی دفعہ سزا ملی تھی۔ مگر یہ باز نہ آتے۔ لہذا صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں آپؐ جونہی بڑے اور مضبوط دشمن (کفار مکہ) سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے مدینہ کے قرب و جوار میں ان قبائل کی طرف توجہ فرمائی۔ مشہور انگریز مستشرق (W. MONTGOMERY WATT) نے اس غزوے کا بنیادی سبب کچھ اس طرح بتایا ہے۔

"خیبر کے یہود اور خاص طور پر قبیلہ بنو نضیر کے وہ سردار جن کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) نے مدینہ سے جلا وطن کر دیا تھا۔ ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف اپنے دل میں سخت کینہ رکھتے تھے۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے عرب کے دوسرے قبائل کو اپنی دولت کے ذریعہ اکسا کر مسلمانوں کے خلاف جنگ پر امادہ کیا اور یہی وہ بنیادی سبب تھا جس کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خیبر پر لشکر کشی کی" (1)

---

(1) نبی رحمت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مجلس نشریات اسلام کراچی باراول 1978 حصہ دوم

غزوہ حدیبیہ کے لیے نکلے ہوئے چودہ سو (1400) صحابہ کرامؓ کو آپؐ نے محرم 7 ہجری میں خیبر کی طرف روانہ فرمایا ۔ اس لشکر میں دو سو سوار اور بیس (20) خواتین بھی شامل تھیں ۔ صرف ان سپاہ کو خیبر پر جانے کی اجازت مل گئی۔ جو سفر حدیبیہ میں آپؐ کے ہم رکاب تھے ۔

ارشاد ربانی ہے۔

سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتا خذوھا ذرونا نتبعکم (1)

جب تم مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے جانے لگوگے تو یہ پیچھے چھوڑے جانے والے لوگ تم سے ضرور کہیں گے کہ ہمیں بھی ساتھ لے چلو۔

خیبر کے علاقے میں یہود کے جلا وطن قبیلے بنو نضیر بنو قریظہ اور بنو قینقاع آباد تھے۔ ان قبائل کا حلیف قبیلہ بنو غطفان بھی خیبر کے علاقے میں رہائش پذیر تھا ۔ تین (3) دن کی مسافت کے بعد آپؐ خیبر کے قلعوں کے نزدیک پہنچ گیے۔ جہاں یہود پہلے سے مورچہ بند تھے۔ آپؐ نے یہود اور بنو غطفان کے درمیان وادی رجیع میں پڑاو ڈال کر محاصرہ شروع کیا ۔ یہاں تک کہ آخری مضبوط قلعہ قموص بیسویں (20) دن فتح ہوا۔ اس غزوے میں بہت سارا مال غنیمت مسلمانوں کے

(1) القرآن 48 : 15

ہاتھ آیا - جس کا ذکر قرآن مجید میں کچھ اس طرح ہے -

وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا فعجل لکم ھذہ و کف ایدی الناس عنکم (1)

اللہ تم سے بکثرت اموال غنیمت کا وعدہ کرتا ہے- جنہیں تم حاصل کروگے فوری طور پر تو یہ فتح (فتح خیبر) اس نے تمہیں عطا کردی اور لوگوں (بنو غطفان) کے ہاتھ تمہارے خلاف اٹھنے سے روک دیے -

غزوہ خیبر میں آپؐ نے جو دفاعی تدابیر اختیار فرمائیں ان کا تذکرہ مندرجہ ذیل ہے -

نقل و حرکت میں راز داری (SECRACY IN MOVEMENT)

مسلم فوج رات کے وقت خیبر میں اتنی راز داری کے ساتھ داخل ہوئی - کہ یہود کو بالکل پتہ نہ چل سکا - اہل خیبر کو رات کے وقت آپؐ کی فوج نے محاصرے میں لے لیا تھا - مگر صبح سویرے جب کسان اور مزدور اپنے اپنے کاموں کے لیے جا رہے تھے- تو دیکھا کہ اسلامی فوج قلعوں کے ساتھ لڑائی کے لیے تیار کھڑی ہے - چنانچہ روایت ہے-

---

(1) القرآن 48 : 20

عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم غزا خيبر قال فصلينا عندها صلوة الغداة بغلس (1)

حضرت انسؓ سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا جہاد کیا تو ہم نے صبح کی نماز خیبر کے پاس اندھیرے میں پڑھی -

اندھیرے اور بے خبری میں دشمن کو جا لینے سے آپؐ نے مد مقابل کو جارحانہ کاروائی سے باز رکھ کر محض اپنے دفاع پر مجبور کیا -

مخالف قوت کی تفریق

خیبر پر حملہ کی غرض سے آپؐ جب مدینہ سے نکلے تو سیدھے راستے اور رخ کی بجائے آپؐ نے غیر معروف (UNKNOWN) راستے سے لشکر کو گزار دیا - یہ راستہ یہود اور بنوغطفان کی آبادی کے درمیان میں واقع تھا - دونوں قبائل کے درمیان سے گزرنے کے باعث دشمن تذبذب میں پڑ گیا - ہر ایک کو اپنے اوپر حملے کا خطرہ ہوا - اور یوں وہ اپنی اپنی دفاع میں مصروف ہو کر مشترکہ طور پر کسی بھی کاروائی کے اہل نہ رہے

---

(1) صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوہ خیبر جلد دوم ص 111

دشمن پر مکمل غلبہ

غزوہ خیبر کے دوران یہود نے اپنے علاقے میں موجود مختلف قلعوں میں پناہ لی تھی۔ ان قلعوں میں سلالم ، ناعم ، قموص، نطاۃ اور مرحلہ مشہور ہیں۔ مسلمان سپاہ یکے بعد دیگرے قلعے فتح کرتے رہے۔ یہود بھاگ کر دوسرے قلعے میں محفوظ ہو جاتے اوراپنی قوت کو یکجا کرکے نئی حکمت عملی آپؐ کے اقدام سے بچنے کے لیے اختیار کر لیتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کا باقاعدہ تعاقب جاری رکھا اور آخری مضبوط قلعے قموص میں انہیں محصور رکھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور صلح کی درخواست کی۔ اسی سنت سے ہمیں دشمن کو آخری دفاعی مورچہ سے نکالنے کی اہمیت کا پتہ لگتا ہے۔

* * * * *

باب چودہواں

غزوۂ فتح مکّہ

159 - 166

غزوہ فتح مکہ رمضان المبارک 8 ہجری)

انا فتحنا لک فتحا مبینا (1)

اے نبی ہم نے آپؐ کو کھلی فتح عطا کی ۔

صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں قبائل عرب میں سے بنوخزاعہ مسلمانوں کا حلیف بن گیا تھا ۔ جب کہ قبیلہ بنو بکر نے قریش کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا تھا ۔ معاہدہ حدیبیہ کے بعد بنوبکر نے امن کی فضا کو غنیمت سمجھ کر پرانی عداوت کے پیش نظر بنو خزاعہ پر شبخون مارا ۔ قریش مکہ نے معاہدہ کی پرواہ کیے بغیر بنو بکر کی مدد کی ۔ کئی سرداروں نے شکلیں تبدیل کرکے بنوبکر کے ساتھ تلواریں چلائیں ۔ اور اسلحے سے ان کی مدد کی ۔ بنوخزاعہ نے حرم میں پناہ لی مگر وہاں بھی ان کو نہ چھوڑا گیا ۔ بنو خزاعہ کے لوگ فریادی بن کر مدینہ منورہ میں آپؐ کے پاس پہنچ گیے۔ آپؐ نہایت رنجیدہ ہوئے اور اپنا قاصد تین شرائط کے ساتھ قریش مکہ کے پاس بھیجا ۔ یہ شرائط مندرجہ ذیل تھیں ۔

(1) مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے۔

(2) قریش بنو بکر کی حمایت سے دستبردار ہوجائیں۔

---

(1) القرآن 48 : 1

(3) اطلان کردیں کہ معاہدہ حدیبیہ ختم ہو چکا ہے۔

قریش نے عجلت سے کام لے کر قرطہ بن عمرو کی زبانی تیسری شرط منظور کی لیکن قاصد کے جانے کے بعد پشیمان ہوئے اور ابوسفیان کو فوراً مدینہ منورہ معاہدے کی تجدید کے لیے روانہ کیا ۔ آپؐ نے انکار کیا اور یوں ابو سفیان نا مراد واپس لوٹا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے جہاد کی تیاری کا حکم دیا ۔ 10 رمضان المبارک 8 ہجری کو دس (10,000) ہزار سپاہ کا لشکر لے کر آپؐ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ دشمن نے مقابلہ نہ کرنے میں خیریت سمجھی ۔ معمولی جھڑپوں اور رکاوٹوں کو ہٹانے کے بعد مکہ فتح ہوا ۔ آپؐ فاتحانہ انداز کے ساتھ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور اعلان کیا ۔کہ اگر کوئی اپنے گھر کا دروازہ بند کر دے۔ حرم میں پناہ لے اس کو امن ہے (1)

آپؐ نے خانہ کعبہ کو تمام بتوں سے پاک کیا اور عام معافی کا اعلان ان الفاظ میں کیا۔

فانی اقول کما قال اخی یوسف علیہ السلام لا تثریب علیکم

---

(1) صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب فتح مکہ جلد دوم ص102

الیوم یغفراللہ لکم و ھو ارحم الراحمین (1) سورہ یوسف 92

پس میں اپنے برادر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح کہتا ہوں۔
آج تم پر کوئی گرفت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

فتح مکہ کے دوران آپؐ نے جو دفاعی تدابیر اختیار کیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

راز داری

فتح مکہ کے لیے تیاری کا حکم دیا گیا۔ غزوہ کے لیے مقدور بھر سامان حرب کی فراہمی کا اعلان کیا گیا۔ ان اعلانات کے با وجود آپؐ نے صحابہ کرام پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ کہ کس طرف کوچ (MARCH) کی جائے گی۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکرؓ اور ازواج مطہرات کو اس کا پتہ نہ تھا۔ جب کہ انہیں سامان باندھنے اور دیگر تیاری کا حکم مل چکا تھا۔ عین وقت پر آپؐ نے مکہ جانے کا اعلان کیا۔ اور ساتھ یہ دعا بھی کی۔

اللھم خذالعیون والاخبار عن قریش حتیٰ نبغتھا فی بلادھا۔ (2)

اے اللہ آنکھوں اور خبروں کو قریش سے پکڑ لے یعنی نہ قریش کو

---

(1) فتوح البلدان مترجم اردو سید ابوالخیر مودودی نفیس اکیڈمی کراچی طبع سوم 1986 حصہ اول ص 74

(2) سیرت النبی ابن ھشام اردو ترجمہ جلد دوم باب فتح مکہ ص 469

ہماری تیاری کی خبر ہو اور نہ وہ ہماری تیاری کو دیکھ ہی سکیں یہاں تک کہ ہم ان کے بلاد پر اچانک حملہ آور ہو جائیں۔

عین وقت پر آپؐ نے قلب لشکر (MAIN BODY) کو سمت وغیرہ سے اس لیے آگاہ کر دیا کہ اس وقت یہ انکشاف ناگزیر تھا۔ اتنی احتیاط کے باوجود آپؐ نے چاروں طرف جاسوس روانہ کیے۔ لہذا جب مدینہ منورہ سے حاطب بن ابی بلتعۃ بدری کی طرف سے ایک مشرک عورت کے ہاتھ فوجی رازوں کو فاش کرنے سے متعلق خط کو حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت ابو مرثدؓ نے راستے میں پکڑ لیا (۱)

دس ہزار کے اس لشکر کو آپؐ نے نہایت راز داری کے ساتھ غیر معروف راستے سے فوج کو بالکل مکہ کے نزدیک مرالظہران تک پہنچا دیا۔

نفسیاتی دباو

مرالظہران پہنچ کر آپؐ نے پڑاو (CAMP) ڈال دیا۔ تمام سپاہ کو حکم دیا کہ ہر سپاہی اپنے لیے علیحدہ علیحدہ آگ

---

(۱) سنن ابی داود کتاب الجہاد باب فی حکم الجاسوس اذا کان مسلماً

* یہ مقام مکہ سے ایک منزل پر تھا آج کل یہ فاطمہ وادی کے نام سے مشہور ہے۔

روشن کرے - تاکہ دشمن پر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ظاہر ہو جائے - ابو سفیان نے جب دس (10,000) ہزار چولہوں کو روشن دیکھا تو تحقیق کی غرض سے باہر نکلا اور مسلمانوں کی قوت سے مرعوب ہوکر اسلام قبول کیا - حضرت عباسؓ نے آپؐ کے حکم سے ابو سفیان کو ایک ٹیکری پر بٹھا دیا اور تمام فوج کو اس کے سامنے سے گزرنے کا حکم دیا (1) ان مظاہروں کا مقصد یہ تھا کہ دشمن کے قیادت کو مرعوب کیا جائے - اور یوں طاقت کے استعمال اور خونریزی کے بغیر محض نفسیاتی محاذ سے دشمن کو شکست دی جائے -

نظم و ضبط

غزوہ فتح مکہ میں شامل سپاہ کا تعلق مختلف قبائل سے تھا - مہاجرین اور انصار کے علاوہ آٹھ مختلف قبائل کے سپاہ اس لشکر میں موجود تھے * تمام قبائل کے فوج نے ایک خاص سمت (DIRECTION) سے داخلہ اور نکاس کر کے ایک ہی مرکز اجتماعی (CONCENTRATION POINT) پر پہنچنا تھا -

---

(1) صحیح بخاری کتاب المغازی باب این الرکز النبی الرایہ یوم الفتح ج 2 ص 613

* ان قبائل میں سے قبیلہ اسلم ، سلیم ، غفار ، مزینہ ، اور جہینہ کا ذکر ابن ہشام نے کیا ہے - (سیرت النبی ابن ہشام مترجم اردو جلد 2

انصار ، مہاجرین اور قبائل کے دستے اپنے اپنے علم
لیے مارچ پاسٹ کرتے ہوئے ایسے کمال ترتیب کے ساتھ گزر
کر جبل ہند پر مجتمع ہو گیے کہ ایک طرف تو سارے مکہ کو
محاصرے میں لیا گیا ۔ تو دوسری طرف کسی قسم کی خونریزی
کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ۔ *

رسد و رسائل کی فراوانی

فتح مکہ کے دوران دس (10000) ہزار سپاہ کے لیے
بہتر انتظامات کیے گیے تھے ۔ اکثریت کو سواری حاصل تھی ۔
اسلحہ سب کے پاس تھا ۔ زرہیں ، خود (STEEL HELMET)
اتنی تھیں کہ اکثر سپاہ کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں ۔
سامان خورد و نوش بھی کافی تھا ۔ اس لیے مسلمان سپاہ ہر
قسم کی انتظامی امور (LOGISTIC ARRANGEMENTS) سے بے نیاز
ہو کر جوش و خروش اور یک سوئی کے ساتھ مہم میں شریک تھے ۔

دفاعی حکمت عملی (DEFENCE STRATEGY)

مکہ میں داخلہ کے وقت آپؐ نے اعلان کرایا کہ جو
شخص گھر کا دروازہ بند کرے ، ابوسفیان کے گھر پناہ لے یا
حرم میں داخل ہو اس کو امن ہے ۔

---

* ماسوائے حضرت خالد بن ولیدؓ سے مزاحمت کرنے والوں کے واقعہ کے

امن کے لیے مخصوص کیے گیے مقامات کے اعلان سے مندرجہ ذیل دو فائدے بھی سامنے آئے۔

ا۔ ہتیار رکھنے والوں (SURRENDERS) اور مزاحمت کرنے والوں میں امتیاز ہوگیا۔

ب۔ دشمن کی قوت کو آپؐ نے ایک مرکز کی جگہ تین مقامات میں تقسیم کیا۔ جس سے دشمن منتشر ہوکر متفقہ طور پر مدافعت کے قابل نہ رہا۔ چنانچہ مسلم کی روایت ہے۔

عن عبد اللہ بن رباح فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من دخل دار ابی سفیان فھو امن و من القی السلاح فھو امن و من اغلق بابہ فھو امن (1)

عبد اللہ بن رباحؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جو کوئی ابو سفیان کے گھر چلا جائے اس کو امن ہے۔ اور جو ہتھیار ڈال دے اس کو امن ہے۔ اور جو کوئی اپنا دروازہ بند کردے اس کو امن ہے۔

عفو و درگزر

نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم لشکر جرار کے ساتھ مکہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے۔ وہی شہر جہاں سے

(1) من حدیث صحیح مسلم کتاب الجھاد والسیر باب فتح مکہ جلد 2 ص 106

دس سال قبل آپ ؐ نہایت کسمپرسی کی حالت میں نکلنے پر مجبور کیے گیے تھے۔ آج وہ شہر فتح ہوا۔ اکیس سال تک آپ ؐ، آپ ؐ کے خاندان اور آپ ؐ کے لائے ہوئے نظام حیات کو قبول کرنے والوں کو اذیتیں دینے والے سامنے موجود تھے۔ یہ دشمن ایسے قابو میں تھے کہ آپ ؐ کے ایک اشارے سے ان کے سر تن سے الگ کیے جا سکتے تھے۔ مگر اتنی طاقت اور خوشی حاصل کرنے کے باوجود آپ ؐ نے کوئی جشن نہیں منایا۔ نہ کسی پر ہاتھ اٹھایا (ما سوائے چند شریروں کے) بلکہ ہدایت فرمائی - نہ کوئی زخمی مارا جائے ، نہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کیا جائے نہ کوئی قیدی قتل کیا جائے اور جو اپنا دروازہ بند کرے وہ امن میں ہے (1) اسی طرح آپ ؐ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو جنھوں نے مسلمان ہو کر بھی کسی مجبوری کے تحت قریش کے لیے جاسوسی کی تھی - اسی غزوہ کے موقع پر معاف فرمایا۔

---

(1) فتوح البلدان مترجم اردو حصہ اول ص 71

باب پندرہواں

غزوۂ حنین

171 - 167

غزوہ حنین (شوال 8 ہجری)

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیأً و ضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم و لیتم مدبرین (1)

اللہ اس سے قبل بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کرچکا ہے۔ ابھی غزوہ حنین کے روز ۔ اس روز تمہیں اپنی کثرت تعداد کا غرہ تھا ۔ مگر وہ تمہارے کچھ کام نہیں آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے ۔

وادی طائف میں قبیلہ ہوازن اور ثقیف دو قبیلے آباد تھے۔ یہ قبیلے نہایت طاقتور اور جنگجو تھے ۔ ان قبائل کو اسلامی تحریک سے سخت نفرت تھی چنانچہ فتح مکہ کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ قبل اس کے کہ مسلمان ان پر حملہ آور ہوں ۔ مسلمانوں کی فوجی قوت کا خاتمہ کیا جائے ۔ دیگر قبائل سے مدد لے کر چار (4000) ہزار پر مشتمل لشکر اکٹھا کر کے وادی حنین میں پڑاو ڈالا ۔ یہ قبائل اپنے ساتھ عورتوں ، بچوں اور بھیڑ بکریوں کو بھی میدان جنگ میں لے آئے

---

(1) القرآن 9 : 25

تاکہ مال و اسباب اور اہل وعیال کی محبت کی خاطر کوئی بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔ بلکہ میدان جنگ میں جان دینے پر آمادہ ہو۔ نبی کریم علیہ السلام کو جیسے علم ہوا تو آپؐ نے صحیح اور قطعی معلومات حاصل کرنے کے لیے عبد اللہ بن حداد اسلمیؓ کو ان قبائل کی طرف بھیجا (1) تیاری کے طور پر آپؐ نے سپاہ اور سامان جنگ کے حصول کے انتظامات شروع کیے۔

غزوہ فتح مکہ کے لیے آئے ہوئے دس (10000) ہزار سپاہ اور دو (2000) ہزار قریشی نومسلموں کا لشکر تیار ہوا۔ آپؐ نے کوچ کا حکم دیا۔ اور وادی حنین میں پہنچ گیے۔ دشمن کے مقابلے اسلامی لشکر کی تعداد چار گنا تھی۔ اس لیے کسی نے مادی تیاری کو دیکھ کر فخریہ الفاظ کہے جو اللہ تعالی کو پسند نہیں آئے۔ (2)

آپؐ کی قیادت میں جب اسلامی لشکر وادی میں داخل ہوا تو صبح کی تاریکی ابھی برقرار تھی۔ دشمن متوقع راستے پر مورچہ بندی کر چکا تھا۔ ہر تنگ گھاٹی، گزرگاہ

---

(1) البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر جلد 4 ص324

(2) القرآن 9: 25

پر گھات (AMBUSH) لگائے بیٹھا تھا - جیسے اسلامی لشکر کا مقدمۃ الجیش (RECCE GROUP) پیشقدمی کرتا ہوا آگے بڑھا - دشمن نے بھرپور حملہ کیا اسلامی لشکر پسپا ہوئی چند جان نثار مہاجر اور انصار آپؐ کے پاس رہ گیے - آپؐ نے ہٹنے والوں کو آوازیں دے دے کر بلایا - منتشر صحابہ کرامؓ نے دلیری سے دوبارہ حملہ کیا اور دشمن کو مکمل شکست دی - غزوہ حنین میں آپؐ نے مندرجہ ذیل دفاعی تدابیر اختیار کیں -

جدید اسلحہ کا حصول اور استعمال

غزوہ حنین میں نبی کریم علیہ السلام نے دشمن پر تعداد میں برتری کے ساتھ ساتھ اسلحے میں بھی برتری حاصل کی - آپؐ نے اپنے چچا زاد بھائی نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے تین ہزار (3000) نیزے مستعار لیے (1) صفوان بن امیہ سے سو (100) زرہیں مستعار لیں (2) اس غزوہ میں پہلی دفعہ نیے ہتھیار استعمال ہوئے - یہ ہتھیار منجنیق اور دبابے تھے جو ٹینک اور توپخانے کے مشابہ تھے -

---

(1) محمد رسول اللہ شیخ محمد رضا مصری ارد و ترجمہ محمد عادل قدوسی تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی ص 634

(2) سیرت النبی ابن ھشام (اردو) جلد دوم

ثابت قدمی

غزوہ حنین کے موقع پر مقدمتہ الجیش (RECCE GROUP) جیسے وادی میں[1] داخل ہوئی گھات لگائے ہوئے دشمن نے اپنی کمین گاہوں سے تیراندازی شروع کی۔ مسلمانوں کے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ کہ یہ اچانک حملہ کس طرف سے ہوا۔ جیسے ہر اول دستہ پسپا ہوا پیچھے سے آنے والے قلب(MAIN BODY) میں نو مسلم بھی تھے۔ جہاد فی سبیل اللہ اور اسکے فضائل سے یہ نا واقف نو مسلم بری طرح سے پیٹھ پھیر کر بھاگ گے۔ جس سے اولوالعزم مسلمانوں کے حوصلے بھی پست ہوئے اور یوں بھگدڑ میں ہر ایک نے کسی تحقیق کے واپسی کی راہ لی۔ صرف چند جان نثار صحابہ کرامؓ آپؐ کے ساتھ رہ گیے۔ ایسے حالات میں آپؐ ثابت قدمی سے ڈٹے رہے۔ دفاعی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے آپؐ نے بھاگتے ہوئے سپاہ کو پکارا۔ حضرت عباسؓ جو جہیر الصوت (بلند آواز) تھے انہیں اس کام پر مامور کیا۔ آپؐ کی زبان مبارک پر "انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب" جیسے ترغیبی کلمات تھے۔ صحابہ کرامؓ کے اندر جذبہ جہاد ابھار کر ان کی صفوں کو دوبارہ درست کیا۔

(۱) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من صف اصحابہ عند الهزیمۃ جلد اول ص 410

اسی ترھیب و ترغیب کی بدولت صحابہ کرامؓ واپس لوٹے اور اس زور سے حملہ کیا کہ دشمن کے زور (THRUST) کو توڑ کر اسے میدان جنگ چھوڑنے پر مجبور کیا ۔

تعاقب

دشمن کا تعاقب کرکے اسے آخری ٹھکانے تک پہنچانا دفاعی حکمت عملی کا ایک ضروری جزو ہے ۔ تعاقب ہی کی بدولت فتح کی تکمیل ہوتی ہے ۔ اسی تدبیر (TACTICS) کے پیش نظر آپؐ نے کئی میلوں تک دشمن کا تعاقب کیا ۔

دشمن کے سپاہ منتشر ہوئے اور نخلہ ، اوطاس اور طائف کی طرف بھاگ گیے ۔ اسلامی لشکر نے اوطاس اور نخلہ کے علاقوں سے فارغ ہو کر طائف میں محصور بنو ثقیف پر حملہ کیا ۔ یہاں پر مسلمانوں نے قلعوں کی تسخیر کے لیے منجنیق اور دبابے استعمال کیے ۔

* * * * * * * * * * * *

باب سولہواں

غزوۂ تبوک

172 - 179

غزوہ تبوک (رجب 9 ہجری)

وقالوا لا تنفروا فی الحرّ قل نار جهنم اشد حرا ط لو کانوا یفقهون (1)

اور انہوں نے لوگوں سے کہا کہ اس سخت گرمی میں نہ نکلو ان سے کہو کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے۔ کاش انہیں سمجھ ہوتی۔

پس منظر

فتح مکہ کے بعد حجاز کا تمام علاقہ اسلامی قلمرو میں داخل ہوا۔ اور یوں عرب سے باہر غیر اقوام سے جہاد بالسیف کا موقع آ پہنچا۔ عرب کے شمال میں رومی سلطنت تھی۔ جو اس وقت کی سب سے بڑی فوجی قوت تھی۔ چونکہ مسافت لمبی تھی اور راستے میں جنگلات تھے۔ نیز دشمنوں کی بڑی تعداد سے مقابلہ تھا۔ اس لیے آپؐ نے واضح الفاظ میں سمت اور مد مقابل کا اعلان کر دیا۔ تاکہ مکمل تیاری کی جا سکے۔ ان ایام میں شدید گرمی تھی۔ گرمی کی تیزی کی بدولت قحط و افلاس کا زمانہ تھا۔ دوسری طرف پھل پک رہے تھے اس سال زیادہ پیداوار کی امید تھی

(1) القرآن 9 : 81

اس کے باوجود تیس (30000) ہزار غیر تنخواہ دار صحابہ کرام رض اپنی اپنی سواری اور انتظام کے ساتھ تیار ہوئے۔ آپ ﷺ نے انفاق فی سبیل اللہ کی اپیل کی۔ مقدور بھر تمام صحابہ کرام رض نے مالی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔ حضرت ابو بکر ، حضرت عمر ، حضرت عثمان ، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور ابو عقیل انصاری رضوان اللہ اجمعین نے تو مثالیں قائم کیں ۔آپ ﷺ نے حضرت علی رض کو مدینے کا حاکم مقرر کیا ۔ اور خود تیس (30000) ہزار لشکر جرار کو چودہ (14) دن کے عرصے میں تبوک کے میدان تک پہنچا دیا ۔

رومیوں کو اپنی سرحد پر مسلمان فوج کی اطلاع ملی ۔ تو تعجب ہوا ۔ مسلمانوں کی سرعت کے ساتھ حرکت پذیری (MOVEMENT) کو دیکھ کر انہیں مقابلے کی ہمت نہ ہوئی ابن ہشام کے مطابق آپ ﷺ نے دس (10) راتیں تبوک میں گزاریں * آس پاس کے قبائل کے ساتھ جزیہ دینے اور امن سے رہنے کے معاہدے ہوئے ۔ غزوہ تبوک میں آپ ﷺ نے بحثیت سپہ سالار مندرجہ ذیل دفاعی حکمت عملی اختیار کی ۔

---

* اکثر اصحاب سیر نے قیام کی مدت بیس (20) دن بتائی

ھدف کی وضاحت

نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم جنگی منصوبوں میں حد درجہ راز داری سے کام لیتے - جہاد کی تیاری کا اعلان کرتے مگر لڑائی کے فریق اور مقام کو صیغہ راز میں رکھتے- حتیٰ کہ ازواج مطہرات پر بھی یہ راز نہ کھولتے- اس سلسلے میں آپؐ اشاروں اور کنایوں سے کام لیتے جہاں کا قصد فرماتے تو اس کے خلاف دوسرا رخ بتاتے (1)

غزوہ تبوک کے موقع پر پہلی دفعہ مسلمانوں نے ایک غیر قوم سے لڑنا تھا - لہذا آپؐ نے خلاف معمول کوچ (MARCH) سے قبل صاف طور پر رومیوں کے مقابلے پر جانے کا اعلان کر دیا - اسی لیے کہ اسی وضاحت سے ایک طرف تو عرب علاقے کے اندر راز فاش کرنے کا کوئی خطرہ موجود نہ تھا - تو دوسری طرف طویل مسافت اور مکمل تیاری کے پیش نظر کھلم کھلا اعلان ضروری تھا -

چنانچہ روایت ہے-

عن کعب بن مالک یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

---

(1) سیرت النبی ابن ھشام (اردو ترجمہ) جلد 2 ص 620

قلما یرید غزوۃ یغزوھا الا ورّی بغیرھا حتی کانت غزوۃ تبوک فغزا ھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فی حر شدید واستقبل سفراً بعیداً و مفازاً و استقبل غزو عدو کثیر فجلّی للمسلمین امرھم لیتا ھبوا اُھبتہ عدوھم واخبرھم بوجھہ الذی یرید (1)

کعب بن مالکؓ کہتے ہیں ۔ کہ نبی کریم علیہ السلام کو بہت کم ایسا اتفاق ہوا کہ کسی جہاد کا ارادہ کریں اورصحیح مقام نہ چھپائیں ۔ جب غزوہ تبوک جانے لگے تو ان دنوں سخت گرمی تھی اور سفر بھی دور دراز جنگل کا درپیش تھا اور دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی ۔ اس لیے آپؐ نے صاف صاف مسلمانوں کو کہہ دیا کہ میں تبوک جانا چاہتا ہوں ۔ تاکہ وہ دشمن کے مقابلے کے مطابق تیاری کر لیں اور جس طرف جانا تھا وہ بھی کہہ دیا ۔

حرکت پذیری (MOBILITY)

نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم ہجرت مدینہ کے دن ہی سے دشمن پر کڑی نظر رکھتے تھے ۔ ان کے حالات سے با خبر رہ کر اپنے دفاع کے لیے موثر تدابیر اختیار فرماتے ۔ 9 ہجری میں جیسے شام سے آئے ہوئے تاجروں سے رو می سرحد پر

(1) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اراد غزوہ فوریٰ بغیرھا و من احب الخروج یوم الخمیس جلد اول ص 414

قیصر روم کی سپاہ کے اجتماع کا ذکر سنا تو فوراً اپنی تیاری شروع کی۔ شدید گرمی اور مدینہ میں قحط کے باوجود تیس (30000) ہزار کے لشکر کو تقریباً چودہ دن میں چھ سو بیاسی (682) کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے تبوک پہنچا دیا یہ فاصلہ اتنی سرعت کے ساتھ طے ہوا کہ اہل روم کو یقین نہ آ سکا۔ اسی غیر متوقع آمد کی بدولت دشمن کو مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اور یوں بغیر لڑے بھڑے یہ مہم پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔

نظم و ضبط (DISCIPLINE)

غزوہ تبوک مسلمانوں کے لیے بڑی آزمائش تھی صحابہ کرامؓ کی مالی کمزوری شدید گرمی کا موسم اور تیار فصلیں الغرض سارے حالات ایسے تھے جو فریضہ دفاع سے غفلت کا دعوت دے رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود صرف تین صحابہ کرامؓ بغیر کسی عذر کے پیچھے رہ گیے تھے جو بعد میں خود ہی احتساب کے لیے پیش ہوئے۔ سواریاں کم ہونے کی وجہ سے دو دو صحابہ کرامؓ نے باری باری ایک اونٹ پر سفر کیا۔ اونٹ کے بیٹھنے اور لاجواب ہونے کی صورت میں حضرت ابو ذر غفاریؓ نے بوجھ پیٹھ پر لاد دیا اور چل پڑے۔

حضرت ابو خثیمہؓ کے لیے گھر میں صفائی کا اہتمام ہوا تھا ۔ ٹھنڈا پانی اور کھانا تیار رکھا گیا تھا ۔ اس اہتمام پرنظر ڈال کر فرمایا اللہ کے رسول تیز دھوپ اور گرم ہوا میں ہونگے اور ابو خثیمہؓ گھر بیٹھ کر کھانا کھائے قسم کھا کر فرمایا ۔ اس مقام میں داخل نہیں ہوں گا۔ جب تک رسول کریم سے نہ ملوں فوراً اونٹ منگوایا اور تیزی سے تبوک پہنچ گیے ۔(1)

دفاعی فریضہ میں سستی پر تادیبی کاروائی

غزوہ تبوک میں تین اولوالعزم صحابہ کرامؓ* پیچھے رہ گیے تھے ۔ اس غزوہ میں ان صحابہ کرامؓ کی عدم شمولیت ارادتاً نہیں تھی بلکہ آج اور کل نکلنیے میں وقت گزرتا گیا ۔ یہاں تک کہ اسلامی لشکر واپس آگیا ۔ اس کے باوجود ان کو سخت قسم کی سزا دی گئی ۔ مدینہ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ۔

لا تکلمن احداً من ھؤلاء الثلاثۃ (2)

(1) " رسول رحمت " سیرت طیبہ پر مولانا ابوکلام آزاد کے مقالات از غلام رسول مہر
(2) سیرت النبی ابن ہشام جلد دوم ص 637
* حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ اور ھلال بن امیہؓ

ان تینوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بات بھی نہ کرنا۔

تمام معاشرے نے ان کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کیا۔

عام صحابہ کرامؓ سے لے کر ان کے رشتہ داروں اور اہل وعیال نے بھی ان کے ساتھ لاتعلقی اختیار کی۔ یہ سزا پچاس (50) دن تک دی گئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے بذریعہ وحی ان کو معاف کر دیا۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

وعلى الثلثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم و ظنوا ان لا ملجا من الله الا اليه ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله هوالتواب الرحيم (1)

اور تینوں کو بھی اس نے معاف کیا جن کے معاملہ کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ جب زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی اپنی جانیں بھی ان پر بار ہونے لگیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ اللہ کے دامن رحمت کے سوا نہیں ہے۔ تو اللہ اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹا تاکہ وہ اس کی طرف پلٹ آئیں۔ یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

اس واقعہ سے بخوبی یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ ہنگامی

---

(1) القرآن 9 : 118

حالات میں ہر مسلمان ملک و ملت کی سلامتی کے لیے اپنی خدمات بجا لانے کا پابند ہے۔ اگر اس فریضہ کی بجا آوری میں غیر ارادی طور پر غفلت برتنے پر اتنی سخت سزا سنت رسول ہے۔ تو جو لوگ ہنگامی حالات میں ارادتاً دین کی سربلندی اور ملک کے دفاع میں کوتاہی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی سزا کا اندازہ آسانی کے ساتھ اس واقع کی روشنی میں لگایا جا سکتا ہے۔

* * * * * * * * * * * * *

مآخذ و مراجع

القرآن الحکیم

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
1	اسلحہ جنگ	میجر جنرل محمد اکبر خان	فیروز سنز لیمٹڈ
2	اسلام کے نامور مجاھدین	قمر تسکین	مکتبہ القریش اردو بازار لاھور 1958
3	اسلامی ریاست	سید شمیم حسین قادری	علماء اکیڈیمی محکمہ اوقاف پنجاب لاھور 1984
4	البدایہ والنھایہ	حافظ ابن کثیر	المکتبہ قدوسیہ لاھور
5	الجامع الترمذی	ابوعیسی محمد	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1984
6	الجھاد فی الاسلام	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی	ادارہ ترجمان القرآن اچھرہ لاھور اشاعت نہم 1983
7	الفاروق	مولانا شبلی نعمانی	مکتبہ رحمانیہ لاھور
8	الکشاف	امام زمخشری	مطبوعہ بیروت
9	اللہ کی تلوار	میجر جنرل آغا ابراھیم اکرم	نیشنل بک فاونڈیشن 1975
10	آنحضرتؐ بحیثیت سپہ سالار	محمود شیٔت اردو ترجمہ رئیس احمد جعفری	شیخ غلام علی اینڈ سنز
11	پاکستان کا اسلامی پس منظر	آغا اشرف	مقبول اکیڈیمی لاھور 1983
12	پاکستان کا المیہ 1971	میجر جنرل فضل مقیم خان	آرمی ایجوکیشن پریس راولپنڈی

13	پاکستان کی عظیم الشان دفاعی قوت	کپتان واحد بخش سیال	بزم اتحاد المسلمین لاہور 1407 ہجری
14	پیغمبر اعظم وآخر	ڈاکٹر نصیر احمد ناصر	فیروز سنز لیمٹڈ لاہور
15	تاریخ اسلام	حمید الدین	فیروز سنز لیمٹڈ 1953
16	تاریخ امت مسلمہ	قاضی عقیل احمد صدیقی	ناظم آباد کراچی 1980
17	تفہیم القرآن	مولانا ابو الاعلیٰ مودودی	سروسز بک کلب راولپنڈی 87
18	ٹریننگ پبلیکیشنز اینڈ انفارمیشن	اکثر مطبوعات	جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی
19	جلال مصطفیٰ	میجر ریٹائرڈ امیر افضل خان	آرمی ایجوکیشن پریس راولپنڈی
20	حدائق الانوار و مطالع الاسرار فی سیرت النبی المختار	ابن الدیبع الشیبانی۔ الشافعی	ادارہ احیاء القرآن الاسلامی قطر
21	حدیث دفاع	میجر جنرل محمد اکبر خان	فیروز سنز لیمٹڈ
22	حیاۃ الصحابہ	مولانا محمد یوسف	اشاعت دینیات نئی دہلی
23	حیات محمد صلی اللہ علیہ و سلم	محمد حسین ہیکل اردو۔ ترجمہ ابو یحیٰ امام خان	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1987
24	خلفائے راشدین کی جنگی حکمت عملی اور تدابیرات کا جائزہ	میجر ریٹائرڈ امیر۔ افضل خان	آرمی ایجوکیشن پریس راولپنڈی

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
25	خطبات بہاولپور	ڈاکٹر محمد حمید اللہ	اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
26	خطبات رسول اللہ	محمد میاں صدیق	اسلامک بک فاونڈیشن 1987
27	خطبات رسول	پروفیسر امتیاز سعید	مطبوعات حرمت راولپنڈی 81
28	ڈائری آف دی وار	آر آر ظفر	پاکستان نیشنل پبلشرز لاہور
29	رحمة للعالمین	محمد سلیمان سلمان پوری	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور
30	رسول اکرم کی حکمت انقلاب	سید اسعد گیلانی	ادارہ ترجمان القرآن لاہور
31	رسول اکرم کی سیاست خارجہ	پروفیسر محمد صدیق قریشی	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور 1981
32	رسول رحمت	ریاض احمد سید	انسٹی ٹیوٹ آف سیرت سٹڈیز اسلام آباد 1985
33	رسول کریم کی جنگی اسکیمیں	عبدالباری ایم اے	الفیصل ناشران کتب لاہور 1986
34	رسول میدان جنگ میں	سید واجد رضوی	مقبول اکیڈیمی لاہور
35	سقوط ڈھاکہ	زاھد ملک	مکتبہ سلیم کراچی 1972
36	سن تزو اور فلسفہ جنگ		آرمی ایجوکیشن پریس راولپنڈی
37	سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر 14 شمارہ نمبر 4 اپریل 1970		
38	سیرت النبی	ابن ھشام	شیخ غلام علی اینڈ سنز اشاعت چہارم سال 1979

39 سیرت النبی شبلی نعمانی نیشنل بک فاونڈیشن اسلام آباد طبع چہارم 1981

40 سنن ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

41 سنن ابی داود ابو داود سلیمان بن اشعث ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

42 سنن نسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

43 صحیح بخاری ابو عبد اللہ بن اسماعیل قدیمی کتب خانہ کراچی 1961

44 صحیح مسلم مسلم بن حجاج قشیری ـــ ایضاً ـــ 1956

45 صلح حدیبیہ محمد احمد باشمیل ارد و۔ترجمہ مولانا اختر فتحپوری نفیس اکیڈیمی کراچی 1980

46 طبقات ابن سعد علامہ بن محمد بن سعد نفیس اکیڈیمی کراچی اشاعت سوم

47 عسکری قیادت بریگیڈیر گلزار احمد اسلامک پبلیکیشنز لیمٹڈ لاہور اشاعت دوم 1984

48 عہد نبوی کے میدان۔جنگ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ادارہ اسلامیات لاہور

49 عہد نبوی کے غزوات۔اور سرایا ڈاکٹر رؤفہ اقبال اسلامک پبلیکیشنز لیمٹڈ لاہور

50 غزوات رسول بریگیڈیر گلزار احمد ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 1986

51 غزوات مقدس محمد عنایت اللہ وارثی مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور

52 غزوات نبوی (ھفت روزہ ھلال کے منتخبہ - مضامین) آرمی ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ جنرل ھیڈ کوارٹر راولپنڈی

53 غزوہ بدر محمد احمد باشمیل ترجمہ مولانا اختر فتحپوری نفیس اکیڈیمی کراچی 1985

54 فتح خیبر -----و----- ایضاً -----------

55 فتح مکہ ---------- ایضاً -----------

56 مجمع الزوائد و - منبع الفوائد حافظ نور الدین موسۃ المعارف بیروت 1986

57 محسن انسانیت نعیم صدیقی اسلامک پبلیکیشنز لیمٹڈ لاھور اشاعت تیرھویں 1984

58 معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع ادارہ معارف کراچی

59 مغازی رسول اللہ عروہ بن زبیر ترجمہ محمد سعید الرحمن علوی ادارہ ثقافت اسلامیہ لاھور

60 مقالات شام ھمدرد 1972 حکیم محمد سعید ھمدرد اکیڈمی کراچی 1980

61 مکتوبات نبوی مولانا سید محبوب رضوی، نذیر سنز پبلیشرز لاھور بار اول 1978

62 منہج انقلاب نبوی ڈاکٹر اسرار احمد مکتبہ جدید پریس لاھور جون 1987

63 نبی رحمت سید ابوالحسن ندوی مجلس نشریات اسلام کراچی بار اول

64 نقوش رسول نمبر جلد 4 شمارہ نمبر 130 محمد طفیل ادارہ فروغ لاھور 1983